

Vol. I
No. 26.



Wednesday
31st March, 1951

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

PAGES

L.A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill 1954—Passed	1671—1695
L.A. Bill No. XIV of 1954, the Hyderabad Allowances of Ministers (Amendment) Bill 1954—Introduced	1696 ..
L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill 1954—Passed	1696—1700
L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill 1954—Passed	1701
L.A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Appropriation (No. 2) Bill 1954—Passed	1702

Note:—*At the beginning of the Speech denotes Continuation.

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD, MARCH 1951

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Wednesday, the 31st March, 1954.

The House met at Nine of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

Questions and Answers (See Part I).

L.A.Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954.

*شروع کے وینکٹ رام راؤ۔ (چنا کنڈور) - مسٹر اسپیکر - اب جو حیدرآباد موثر وہیکلس (امد منٹ) بل (Bill) (Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill) سنه ۱۹۵۴ ع پیش ہونے والا ہ اس کے متعلق مجھے اعتراض ہے - پارٹ بی اسٹیشن ایکٹ کی متعلق اعتراض ہے - پارٹ بی اسٹیشن ایکٹ کی دفعہ (۶) کے لحاظ سے یہ ایکٹ رسیل (Repeal) کر دیا گیا ہے - پارٹ بی اسٹیشن ایکٹ کے تحت جن ایکٹس کو منسوخ کیا گیا ہے ان میں موثر وہیکلس ایکٹ بھی شامل ہے - تھرڈ پارٹ کے متعلق سے انسورنس کی نسبت کوئی قانون موجود ہوتا اسے جائز رکھا گیا ہ لیکن دوسرے موجودہ قوانین منسوخ ہو چکے ہیں - میں آپ کے ملاحظہ میں موثر وہیکلس ایکٹ کا چیٹر (۲) لانا چاہتا ہوں -

" Chapter XVIII shall not have effect in any Part B State to which this Act extends until the Central Government, by notification in the official Gazette, so directs, and notwithstanding the repeal by section 6 of the Part B States (Laws) Act, 1951, of any law in force in that State corresponding to the Motor Vehicles Act, 1939, the corresponding law in so far as it requires or relates to the insurance of motor vehicles against third party risks, shall, until Chapter VIII takes effect in that State, have effect as if enacted in this Act."

جبکہ تھرڈ پارٹ کے متعلق سے جو موثر وہیکلس کے انسورنس کی حد تک اکٹ حیدرآباد میں کوئی قانون ہوتا اسے جائز رکھا جاتا ہے لیکن موجودہ قانون جس کی ترمیم پیش کی جا رہی ہے وہ ایک منسوخ شدہ قانون ہے - وہ قانون دفعہ (۶) پارٹ بی اسٹیشن ایکٹ کے تحت منسوخ ہو جائیگا دفعہ (۶) یہ ہے -

"If immediately before the appointed day, there is in force in any Part B State any law corresponding to any of the Acts or Ordinances now extended to that State, that law shall, save as otherwise expressly provided in the Act, stand repealed."

اس سلسلہ میں جو سیونگ رکھی گئی ہے اس میں یہ ہے کہ اس قانون کے عمل میں آنے سے پہلے جتنے بھی حقوق حاصل تھے - یا کوئی احکام جاری تھے یا کوئی بیانیں ہوتی تھیں ان کو ویالڈ (Valid) رکھا گیا ہے۔ لیکن پارٹ بی اسٹیشن ایکٹ کے دفعہ (۶) کے لحاظ سے موثر وہیکلس ایکٹ وجود میں نہیں ہے بلکہ منسوخ کیا گیا ہے۔ ایک منسوخ شدہ قانون کی جو ترمیم پیش کیجا رہی ہے وہ جائز نہیں ہے۔ یہ میرا پائٹ آف آرڈر ہے۔

منسٹر فارلا، ہوم اینڈ ری ہیبیلیٹیشن (شروع د گمبراؤ بندو) - یہ ایگ مختصر بل ہے۔ جو موثر وہیکل ایکٹ کے اس جزو سے متعلق ہے جس کو ابھی تک یہاں پر جائز سمجھا جاسکتا ہے۔ اس کے متعلق لیگل مشورہ لینے کے بعد حکومت اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ اور بین ایکٹ کا جو چیا پڑا (۱) ہے وہ کسی قانون سے متأثر نہیں ہوتا اور پارٹ بی اسٹیشن کا ایکٹ لاگو ہونے کے بعد جتنے بھی کرسپانٹنگ لاز (Corresponding Laws) ہیں وہ البتہ منسوخ سمجھے جاسکتے ہیں اور سمجھہ جانے چاہئیں۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ کانسٹی ٹیوشن کے تفاصیل کے بعد آل انڈیا قوانین کے تحت جس حد تک مقامی قوانین ہیں وہ منسوخ سمجھے جاسکتے ہیں۔ ہمارے یہاں کا قانون خصوص المنسٹریو معاملات سے ہی متعلق نہیں ہے بلکہ ٹیکس کی وصولی کے بارے میں یہی ہے۔ آل انڈیا موثر وہیکلس ایکٹ میں ٹیکس کے سلسلہ میں کوئی پروویزن نہیں ہے۔ دوسرے پارٹ اے اور بی اسٹیشن میں ٹیکس کی حد تک ان کے الگ الگ قوانین موجود ہیں۔ ہمارے یہاں کا جیہڈا (۱) جو ٹیکس کے متعلق ہو وہ علی حالہ برقرار رہیگا۔ اس پر آل انڈیا قانون کا الگ نہیں ہوا ہے۔ وہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ چنانچہ اس کی ترمیم کے لئے ہی یہ ہل ہائز کے سامنے لاایا گیا ہے۔ جیسا کہ قیانوس منسٹر نے اپنی اسی وجہ میں کہا تھا،..... شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ اس قسم کا کوئی پروٹیکشن اس قانون میں نہیں دیا گیا ہے کوئی چیز (۱) ویسا ہی برقرار رہیگا۔ پارٹ بی اسٹیشن ایکٹ میں اسکا کوئی پروٹیکشن نہیں ہے۔ اس لئے اس بل کا رو ایکٹسٹن (Re-enactment) کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ باقی اٹھیکشن اینڈ آپریشن آف لا (operation of law) رہیوںک نہیں ہے کہ موثر وہیکلس ایکٹ کا یہ جزو ویسا ہی باقی رہیگا۔ اسیلے منسٹر ٹکس پنا پر فرمائے ہیں میری سمجھے میں ہے اس لئے

شري د گمبر راؤ بندو - آنريبل مبرک يه رائے که چونکہ ايسی کوئي سيونگ نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے کوئي مقامی قانون متاثر نہیں ہوگا اور وہ اپنی جگہ برقرار رہیگا - یا ايسی سینونگ نہ ہونے کی وجہ سے اسے منسوخ سمجھا جانا چاہیئے یا یہ کہ وہ باقی امپلیکیشن آف لا)

By implication of law

منسوخ ہو جاتا ہے تو یہ آنريبل مبرک کی رائے ہے - لیکن جو لیگل اوپینین گورنمنٹ کو حاصل ہوئی ہے اسکی بنا پر چیپٹر (۱۰) اپنی جگہ پر قائم ہے - اس میں جو ٹیکسنس بنائے گئے ہیں ان میں کمی بیشی کرنا ضروری ہوتا ہے جس کا اختیار اسٹبلی کو حاصل ہے - چنانچہ اسی طرح الگ الگ جگہوں پر عمل ہوتا ہے - البتہ ادمینسٹریشن کی حد تک آل انڈیا موئر وہیکلس ایکٹ ہرجگہ لانگو ہوتا ہے - حیدرآباد میں بھی ادمینسٹریشن کی حد تک یہ لانگو ہوتا ہے - اس بل میں دو تین چیزوں ہیں ایک تو یہ کہ شری کے - وینکٹ وام راؤ - میں اس سلسلہ میں آنريبل اسپیکر کی رولنگ چاہتا ہوں -

مسٹر اسپیکر - میری رولنگ یہ ہے کہ اگر یہ قانون واقعی منسوخ شدہ ہے تو آگئے چل کرو اس کا فیصلہ عدالت کریں گے - لیکن جیسا کہ آنريبل منسٹر نے کہا کہ قانونی والائے اس کے خلاف ہے تو اس بارے میں بھی عدالت سے طے ہو جائیگا - شری جی - گوپال راؤ (پاکھاں) - کیا اس نوبت پر اس کو لا لایا جاسکتا ہے ؟ مسٹر اسپیکر - لایا جاسکتا ہے - میری رولنگ کا منشا یہی ہے -

شري د گمبر راؤ بندو - بات یہ ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا بل ہے - اور جنل شیدول ۱۳ میں جو ٹیکسنس ہیں ان میں تھوڑا سا اضافہ کیا گیا ہے - یعنی ۲۰ پر سنت اضافہ کیا گیا ہے - ہمارے پڑوسی اسٹیشن یعنی بمبئی - مدراس - اور مدھیہ بھارت میں ہارے مقابلہ میں کوئی گونا زیادہ ٹیکسنس ہے -

Mr. Speaker : The Minister has to move for the first reading of the Bill.

Shri D. G. Bindu : I am sorry. I was under the impression that the motion was already moved.

I beg to move :

"That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954 be read a first time"

Mr. Speaker : Motion moved.

شري د گمبر راؤ بندو - اس بل کی غرض صرف یہ ہے کہ ہمارے پاس جو موٹر وہیکل ٹیکسنس لیا جاتا ہے اس میں کچھ اضافہ کیا جائے۔ یہ پروپوز (Propose) کیا گیا ہے کہ ۲۰ پر سنت اضافہ کوئی چاہیئے - کیونکہ اس میں اضافہ کی کافی کمائیں ہے - ہمارے پڑوسی اسٹیشن میں جو ٹیکسنس ورک آوث (Work out) کئے کئے ہیں

ان کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ سی - پی میں جہاں دوسرے اسٹیشن کے مقابلہ میں کم ٹیکس ہے وہاں بھی ہمارے مقابلہ میں تین گونا ٹیکس ہے - مدارس میں چہ گونا اور بمبئی میں بعض چیزوں کی حد تک چہ گونا ٹیکس ہے - ان کے مقابلہ میں ہمارے پاس جو ٹیکس ہیں وہ کم ہیں اور وہ اب تک او - پیس - کرنی (O.S. Currency) میں تھے - اب جو شیڈول دیا گیا ہے اس میں ٹیکس آئی - جی کرنی میں ہیں - اس کے علاوہ فیگرس میں بھی کچھ زیادتی کی گئی ہے - فیگرس کے لحاظ سے جو ٹیکس ورک آؤٹ ہوتا ہے وہ ۲۰ فیصدی اضافہ ہوتا ہے - میں ہافز کے علم میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی ٹرانسپورٹ منسٹری (Transport Ministry) کی جانب سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ہندوستان کے تمام پروانس میں یکسانیت پیدا کی جائے - اور یہ بھی کوشش کی جارہی ہے کہ اس سے جو آمدیں رہے اس سے مستقل طور پر ایک روڈ فنڈ قائم کیا جائے تاکہ روڈس کا میٹنینس (Maintenance) اچھی طرح ہو اور نئے روڈس کنسٹرکٹ کرنے کے لئے بھی رقم کام آسکے - ایسی یکسانیت کی خاطر ایک بل بنایا گیا ہے جس پر عمل کرنے کے لئے الک الگ اسٹیشن میں کوشش ہو رہی ہے - جہاں تک میری انفرمیشن ہے بعض جگہ یہ سوچا جا رہا ہے کہ ٹیکس میں کافی اضافہ ہوا ہے اس کو کم کیا جائے - اس وجہ سے ہم سوچ سمجھکر ۲۰ پروsent اضافہ کر رہے ہیں دوسرے اسٹیشن میں جو کچھ عمل ہوا ہے اس کے لحاظ سے یہاں کے ٹیکس کو وہاں کے لیوں پر لانے کے لئے ایک زیادہ کمپریہنسیو بل (Comprehensive Bill) ہافز کے سامنے لایا جانا ضروری تھا تاکہ لوکل سس اور دوسرے مسائل پر یہ بل حاوی ہو سکے - چونکہ مال سنہ ۱۹۵۳ء تھم ہو رہا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کا عمل یکم اپریل سنہ ۱۹۵۴ء سے ہو جائے تاکہ گورنمنٹ کو نقصان نہ ہو اس وجہ سے اضافہ کرنے کے لئے یہ بل ہافز کے سامنے اس وقت رکھا گیا ہے - میں امید کرتا ہوں کہ بغیر کسی اختلاف کے اس بل کو منظور کر لیا جائیگا۔

*شروع بل - بن ریڈی (وردہنا پیٹھ) - مسٹر اسپیکر سر - اب ہمارے پاس جو امنڈمنٹ بل ہے اس کے ایک جزو کے سلسلہ میں اختلاف رائے ہے کیونکہ حیدرآباد موٹر وہیکلس ایکٹ (Motor Vehicles Act) کا آپریٹیو (Operative) حصہ ریپل (Repeal) ہو جانے کے بعد اس میں ایک جزو کو پس (Base) بنانے کیا جاسکتا ہے یا نہیں یہ غور طلب ہے - چونکہ اس کے متعلق رولنگ بل چک ہے اس لئے میں اس پر زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا - جب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ حکومت اپنی ٹیکزیشن پالیسی (Taxation policy) کے تحت اس ٹیکس کو بڑھا رہی ہے تو اس امنڈمنٹ کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے اس سلسلہ میں کچھ اٹھماہ خیال کروں گا۔

حیدرآباد اسٹیٹ میں ٹرانسپورٹ انڈسٹری (Transport industry) کا ایک گورنمنٹ سکٹر (Sector) ہے اور دوسرا پرائیویٹ سکٹر (Private sector) لیکن پرائیویٹ سکٹر متشر اور غیر منظم ہے۔ ان کی کئی مشکلات ہیں جن پر غور کر کے حکومت پورے معلومات ہاؤز کے سامنے رکھنے کے بعد ٹیکریشن کرتی تو کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن وہ تمام چیزوں ہاؤز کے سامنے نہیں رکھی گئیں۔ اس طرح ان کی مشکلات کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ ہمیں یہ بتلایا گیا ہے کہ بینی اور مدراس وغیرہ میں ہمارے پاس سے تین چار گنا زیادہ ٹیکس ہے۔ میں اس کو ماننا ہوں لیکن وہاں جتنا بنس (Business) ہوتا ہے اور جس قدر پرائیویٹ سکٹر کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے ان فیکٹریس پر بھی ہمیں غور کرنا پڑیگا۔ بعض وہاں ٹیکس زیادہ ہونا ہی ہمارے پاس ٹیکس زیادہ کرنے کے لئے ایک ڈسائٹنگ فیکٹر (Deciding factor) نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دیگر چیزوں بھی غور طلب ہیں۔

بجھے معلوم ہوا ہے کہ موٹر و ہیکل اونریس کے لئے جو روڈ ٹرانسپورٹ سسٹم ہے اس کے تحت ہر ضلع کو ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (Regional transport authority) قرار دیا گیا ہے۔ اگر ۱۵۰ میل سے بڑھ کر جانا ہو تو انہیں عارضی پرست حاصل کرنے کے لئے اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے پاس آتا ہوتا ہے۔ اب یہاں حیدرآباد کو دور دور کے مقامات سے آنے کے لئے جو دقت ہوئی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ممکن ہے یہ کہا جائے کہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے ذریعہ سے تحریک کراسکٹری ہیں لیکن میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے ایک عرصہ لگتا ہے۔ کم از کم مہینہ پندرہ روز درکار ہوتے ہیں۔ ریجنل ٹرانسپورٹ کے ذمہ دار کون ہونے ہیں۔ وہی ڈی۔پی۔ اسکا سکریٹری ہوتا ہے اور کلکٹر اسکا چیزیں۔ وہ بسا اوقات انہیں ہی کو ریڈ پر موجود نہیں ہوتے اس لئے کئی دقتی پیش آتی ہیں۔ تب ۱۵۰ میل سے اگے جانا ہتو حیدرآباد آکر اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے کنٹاکٹ (Contact) کر کے منظوری حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے انہیں کافی مشکلات ہیں۔ ان چیزوں کے بارے میں حکومت کیا سوچ رہی ہے کچھ نہ بتلاتے ہوئے ٹیکریشن کرنا یا موجودہ ٹیکس میں اضافہ کرنا مناسب نہیں ہے۔

بجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اگر چیکہ ۱۵۰ میل کی اجازت ہے لیکن اگر ہیڈلے سے ورنگل جانا ہو تو ۱۵۰ میل کے اندر ہونے کے باوجود بھی اجازت نہیں دی جائے۔ راست یہونگیر اور جنگلز سے نہیں جاسکتے بلکہ سریا پیٹھے وغیرہ پرستے ہوئے جانا ہوتا ہے۔ انہیں اس طرح ایک دوسرے روٹ (Route) سے اسٹیٹ کیوں جیبور کیا جاتا ہے نہیں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ اس زمانے میں اسٹیٹ اونڈ ریلوے (State-owned Railways) نہیں۔

آمدنی گھٹ جانے کے خیال سے جہاں ریلوے لائن ہو اس کے ساتھ ساتھ جانے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی - لیکن آج ریلوے منڈر کے تحت گئے ہیں اور وہاں سے اس قسم کے کوئی قیود عائد نہیں کئے گئے ہیں - دوسرے اسٹریٹ میں برا بر اس کی اجازت ہے تو پھر حیدرآباد تا ورنگل اور حیدرآباد تا نظام آباد کے لئے استماع کیوں قائم کیا گیا ہے - اس کو اٹھانے کی حکومت کیوں کوشش نہیں کرتی - یہ تمام مشکلات وہیکلس کے سلسلہ میں ہیں جن پر حکومت کو غور کرنا چاہیے -

اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ عارضی پرمسٹ کے نام پر بھی انہیں کافی ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے - میں مانتا ہوں کہ رجسٹریشن ٹیکس ۲۵۔۰ روپیہ ہے لیکن انہیں ان ڈائرکٹ ٹیکس (Indirect taxes) کتنے دینے ہٹتے ہیں اور کیا کیا تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس پر بھی حکومت سوچے - جہاں تک میری معلومات ہیں حیدرآباد ریجن میں رہنے والے لوگ ورنگل جاتے ہیں تو ۱۵۔۰ میل کے اندر ہونے کے باوجود وہاں (Via) بھونگیر اور جنگل جانا ہو تو عارضی پرمسٹ حاصل کرنا پڑتا ہے - اسٹریٹ (Straight) جانے کی انہیں اجازت نہیں دی جاتی - جب آپ نے ۱۵۔۰ میل کی ایک لسٹ (Limit) دکھی ہے تو پھر عارضی پرمسٹ ۱۵۔۰ میل کے اندر کیلئے بھی جانا ہو تو کیوں لیا جانا چاہیے - میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی اور کنسیڈریشن (Consideration) نہیں ہے سو اس کے کہ عارضی پرمسٹ کے ذریعہ کچھ اور پیسہ وہیکلس پر وصول کیا جائے - یہ کیسی ٹرانسپورٹ پالیسی ہے میری سمجھو میں نہیں آتی - مجھے ریشن (Rates) یاد نہیں ہیں ورنہ میں بتلتا کہ حیدرآباد سے ورنگل جانا ہو تو کتنے زائد پیسے دینے پڑتا ہے پھر ایک طرح اس طرح ایک مہینے میں ۱۵۔۰ روپیہ مزید دینا پڑتا ہے - اگر وہ دوسرے روٹ (Route) پر بھی جانا چاہیں تو انہیں اس کے لئے بھی الگ پرمسٹ لینا پڑتا ہے یہ نیو سسٹم اب انڑا یوس (Introduce) کیا گیا ہے اس سے پہلے جو روول تھا وہ یہ تھا کہ پہلے روڈ کے لئے ۱۵۔۰ روپیہ دئے جائیں اور پھر اس کے بعد ہر روز ایک ایک روپیہ دینا پڑتا تھا - اس طرح اگر وہ ۳۱ روپیہ دینے تو دوسرے روڈ پر بھی جاسکتے تو مگر اب ہر روڈ کے لئے علحدہ علحدہ پرمسٹ کی فیس دینا پڑتا ہے - اس طرح کوئی ٹیکس موثر والوں کو ادا کرنا پڑتا ہے - ورنگل جا رہے ہوں تو بھونگیر میں - پھر جنگل میں اور ان طرح ورنگل پہنچنے تک کئی جگہ ٹول ٹیکس نہیں بھی ادا کرنا پڑتا ہے - اور پھر وہاں پہنچنے کے بعد وہاں کا مقامی ٹیکس بھی دینا پڑتا ہے - ان میں ٹیکس کو ملا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوا کہ ہمارے ہاں ٹیکس بھی اور مددوں سے کم ہیں پہنچاہ - یہ تمام تفصیلات جا رہے سامنے رکھی جائیں اور ٹرانسپورٹ انٹری ہے کیا

حالت ہے اس کی مکمل تفصیلات ہارے سامنے رکھی جائیں اس کے بعد اگر ٹیکس کم ہوتا زیادہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس سے اسٹیٹ کو فائدہ ہوتا ہے تو ضرور فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جائیگی۔ لیکن پہلے تفصیلات کا رکھا جانا ضروری ہے جیکہ اس قسم کا اقدام نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ یہ بل یکم اپریل سے نافذ کرنا چاہتے ہیں اس لئے اس کو منظور کرنے کے لئے کہا جائے تو یہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ چاہتے تو اس کو ایکسال پہلے انڑائیوس کر سکتے تھے۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم ایک کمیٹی مقرر کرنے کے بعد ایک بہترین ان ایکشنت (Enactment) کر سکتے تھے۔ اس جهنجہٹ میں پڑنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ آل انڈیا موثر و ہیکلس ایکٹریل ہو گیا ہے اس لئے ہم بھی اس کو ریل کریں۔ یہ عذر پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ یکم اپریل سے اس ایکٹ کو نافذ کرنا ہے اس لئے اس کو منظور کیا جائے تو یہ ہاؤز کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔

اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ یہاں جو ریجنس (Regions) مقرر کئے گئے ہیں وہ ایک ایک ضلع میں ایک ایک ہے۔ یہ موثر ٹرانسپورٹ والوں کے لئے یہ سہولت بخوبی نہیں ہے جب آپ بھی اور مدراس پرائنس کا تذکرہ کرتے ہیں تو یہ بھی دیکھئے کہ وہاں کیسے ریجنس مقرر کئے گئے ہیں اور کتنے میلس کی اجازت ہے۔ وہاں تین چار ایریا (Address) کا ایک ریجنس ہے اور ان کی گریونس (Grievances) کو سنتے کے لئے ایک اسپیشل اسٹاف رکھا گیا ہے۔ اگر ان کی گریونس آتی ہیں تو فوراً توجہ کرتے ہیں۔ ان سہولتوں کے بارے میں غور نہ کرتے ہوئے محض یہ کہنا کہ ۰۔ ۲ پرست اضافہ کر رہے ہیں۔ وہ دوسرے اسٹیٹس کے مقابلہ میں زیادہ نہیں ہے کہنا صحیح نہیں ہے۔ حکومت اس سلسلہ میں غور کرے اور اس کے متعلق ایک مکمل ان ایکٹمنٹ لائے تو بہتر ہو گا۔

شروع کے انتت ریلی (بالکلہ)۔ اسپیکر سر۔ بحث کے دوران میں ٹیکریشن کے جو ہرویوزس پیش کئے گئے تھے انکو عملی شکل دینے کے سلسلے میں یہ قانون ہاؤں کے سامنے آیا ہے۔ اس قومی قانون کے ذریعہ یہاں دو چیزوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک اس ٹیکس دینے کے سلسلے میں اور دوسرے یوٹیلائیزیشن آف دی پروسیس آف دی ٹیکس (Utilisation of the proceeds of the tax) جہاں تک ٹیکس میں اختلاف کا

تعلق ہے اس سلسلے میں یہ عام وجہاں ہے کہ جو موثر و ہیکلس و کہتے ہیں وہ لکھ دیا گیا (Luxurious) ہوتے ہیں اس لئے انکے ٹیکس میں اضافہ ہونا چاہئے۔ جیسا کہ ہر اٹیپیٹ اونس کے سواری کیلئے موڑ رکھنے کا تعاقی ہے اس پارے میں یہ

ہے۔ لیکن موٹر وہیکل ٹرانسپورٹیشن ایز این انڈسٹری (Motor vehicle transp. as an industry) کا تعلق ہے میں یہ کہونگا کہ یہ انڈسٹری ایک اکنامک ڈپریشن (Economic depression) کے دور سے گزر رہی ہے۔ ایسی حالت میں اسپر ٹیکس کا اضافہ غور طلب ہے۔ میں مانتا ہوں کہ اگر یہ انڈسٹری پر اسپر ٹیکس کا اضافہ ہوتا جارہا ہو تو ٹیکس میں اضافہ ہونا چاہئے۔ لیکن پرسوں ہی آڑبیل منش نے کہا کہ ہم ریجنس وسٹر کشن (Regions restrictions) اسلئے قائم کر رہے ہیں۔ کہ اس انڈسٹری میں کاپیشن (Competition) کو روکا جائے۔ اور اس لحاظ سے پرمیشن الائٹ کٹئے جا رہے ہیں اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ موٹر ٹرانسپورٹ انڈسٹری ایک ڈپریشن کے دور سے گزر رہی ہے۔ ایک آڑبیل میر نے ابھی بتایا ہے کہ کس طرح ریجنل ٹرانسپورٹ اتھاری کے نام پر ان سے قدم قدم پر ٹیکس وصول کئے جائے ہیں اور ان کی راہ میں رکاؤں پیدا کیجاتی ہیں۔ ٹیمپوری پرمیشن (Temporary permits) کی کافی پابندیاں ان پر عائد کی گئی ہیں۔ اور اس کے لئے جو ریجنس مقرر کئے جائے ہیں وہ بھی کانٹینگ (Contingent) نہیں ہوتے ایک ضلع یہاں پر رہتا ہے دوسرا ضلع ۱۲۰ میل کے فاصلے پر رہتا ہے۔ تیسرا ۸۰ میل پر اور چوتھا ۶۰ میل پر۔ اس طرح ایریا رکھا جائے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عارضی پرمیٹ کے نام پر ان سے ٹیکس وصول کیا جائے۔ اور ٹیکس وصول کرنے کیلئے انک راہ میں روئے والکٹیں جائیں۔ اس وقت سے بچنے کی خاطر موڑ اور اس زیادہ ٹیکس ادا کرنے کیلئے تیار ہیں پہلویکہ ان پر سے یہ پابندیاں برخاست کی جائیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی کٹ موشنس پر اظہار خیال کے دوران میں یہ بتایا ہے کہ ریجنل گروپنگ (Regional grouping) کی اصلاح ہونی چاہئے۔ اور ٹیکسی موٹر کو اسٹیٹ کے ہر حصہ میں جانے کی اجازت ہونی چاہئے۔

اسکے بعد یوٹیلا ٹیزیشن آف ٹیکس (Utilisation of taxes) کا سوال ہے۔ اس سلسلے میں تین چیزوں پہلوی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ ٹیکس انتظام بور خرچ کئے جائیں گے اور ٹیکس کی وصولی کے اخراجات نکالے جائیں گے۔ دوسرا انتظامی اخراجات نکالے جائیں گے۔ اسکے بعد جو نک منافع ہو گا وہ حیدر آباد اسٹیٹ روڈ فنڈ میں لکایا جائیگا۔ اس سلسلے میں ایک آڑبیل میر کی جانب سے ایک امنڈمنٹ آیا ہے کہ حیدر آباد اسٹیٹ روڈ فنڈ کا مصرف کس طرح ہوتا چاہئے اس کی جانب اور مشورہ کیلئے ایک کمیٹی بنائی جائی چاہئے۔ امنڈمنٹ کے دوران میں اس پر کافی بحث ہو سکتی ہے۔ اس نوٹ پر میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس فنڈ کے مصرف کیلئے ایک یورڈ تشکیل دیتے کی ضرورت ہے۔ جس میں اس سلسلے کے الگ ٹکڑے موجود ہوں۔ حکومت کی جانب سے قاضیانہ نہیں ہوں۔ اس کمیٹی کی سفارشات کے لحاظ سے اس فنڈ کے مصرف پر غور کیا جانا چاہئے۔

اسکے بعد موثر و ہیکلس ایکٹ کے سلسلے میں آر۔ٹ۔ اے (R. T. A.) اور اس ٹ۔ اے (S. T. A.) میں جو نان آفیشل ممبرس ہیں انکے بارے میں بھی مجھے ہاؤس کی توجہ مبذول کرانا ہے - میں کہونگا کہ نان آفیشل ممبرس اس مناپلشنس (Monopolists) سے گئے جوڑ پیدا ہو جانے کے لحاظ سے صرف مناپلشنس ہی کی نمائندگی گرتے ہیں - اسلئے آر۔ٹ۔ اے - کی کمیٹیز کو ری شفل (Reshuffle) کرنے کی ضرورت ہے - اور اس طرح کے گئے جوڑ پیدا نہ ہونے دینے کیلئے ہر سال اس کے ممبرس قبائل ہوتے رہنا چاہئے - اسی طرح اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں اس ہاؤس کا ایک نان آفیشل ممبر بھی شریک رہنا چاہئے - ان امور پر توجہ کیجائے - موثر اونرس ٹیکسیس زیادہ دینے کیلئے تیار ہیں لیکن انکی راہ میں جو پیچیدگیاں پیدا کیگئی ہیں انہیں دور کیا جانا چاہئے - میں امید کرتا ہوں کہ ان پاتوں پر غور کیا جائیگا -

* شری جی - گوبال راؤ - مستر اسپیکر سر - آج جو امنڈمنگ بل ہمارے سامنے آیا ہے اسکے لحاظ سے موثر ٹیکسیس میں اضافہ زیر غور ہے - اسکے لئے ہمیں اس بات پر غور کرنا پڑیگا کہ آج یہ انسٹری کس طرح چل رہی ہے - حیدر آباد میں اس انسٹری میں ۵۰۰ کروڑ روپیہ لگا ہوا ہے - اس میں زیادہ تر مال لیجانے والی گاڑیاں ہیں جنکی تعداد حیدر آباد میں ۰ ہزار کے قریب ہے - روڈ ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ کی گاڑیاں علاحدہ ہیں - اس طرح اس انسٹری میں ۱۲-۳۱۲ ہزار روپیہ انوسٹ (Invest) کیا ہوا ہے - آریبل ممبرس آٹ دی ہاؤس اور خود آریبل منسٹر نے بھی بتایا کہ حیدر آباد میں اس انسٹری کی حالت گرق ہوئی ہے - اور یہ انسٹری معاشی مشکلات سے دوچار ہے - اس کے پیش نظر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس انسٹری کو کس طرح تباہی سے بچایا جاسکتا ہے - ہم دیکھ رہے ہیں کہ چار پانچ سال سے ٹیکسیس میں برابر اضافہ ہی ہوتا یا رہا ہے - لیکن انہیں سہولتیں دینے میں دن بدن کوتا ہی کیجا رہی ہے - اس سلسلے میں ایوان کے سامنے چند چیزوں لانا ضروری سمجھتا ہوں - ایک آریبل سمبر نے بتایا کہ انکے لئے دیڑھ سو میل کا ریڈیس (Readers) وکھا گیا ہے - لیکن انکی مشکلات کیا ہیں دیکھئیں - بھی اور مدرس میں آریبل منسٹر نے بتایا کہ ٹیکس زیادہ ہیں - لیکن کلکٹہ کی مثال ہاؤس کے سامنے نہیں رکھی گئی جہاں ٹیکسیس حیدر آباد کے مقابلہ میں کم ہیں - جب آپ کو ٹیکس میں اضافہ کرنا ہوتا ایسے مقامات کے نظائر لئے جاتے ہیں جہاں ٹیکس زیادہ ہے اور ان اسٹیشن کی مثال کو سامنے نہیں لا یا جاتا جہاں کہ ٹیکس کم ہے - اور پھر یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ یہاں کے دیڑھ سو کے مقابلہ میں بھی میں ۲۰۰ میل کا روٹ ملتا ہے - احمد آباد سے شولا پور تک اجارت دیجاتی ہے تو راستے میں ۱۰۰۸ تجارتیں منڈیاں مل جاتی ہیں - جہاں وہ مال خالی کر سکتے ہیں یا بھر سکتے ہیں - یہاں ہر یادہ سے زیادہ دو ایک مقامات ملتے ہیں - لیکن درمیان میں کئی مقامات پر ٹول ٹیکس وصول

کیا جاتا ہے - اس سلسلے میں گورنمنٹ آف انڈیا نے سنہ ۱۹۵۰ع میں ایک انکوائری کمیٹی بھائی تھی کہ معلوم کیا جائے کہ موٹر مالکان ہر سال کتنا ٹیکس ادا کرتے ہیں - اس کمیٹی نے بتایا کہ موٹر اونرஸ ہر سال گورنمنٹ کو کتنی رقم دیتے ہیں - اس روپر ٹیکس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سنہ ۱۹۴۹-۴۸ع میں سارے محاذیں کے سوا ہر موٹر لاری کو موٹر وہیکل ایکٹ کے تحت ۲۲ روپیے پڑوں سیلس ٹیکس میں اور ۳۳ روپیے اسپیر پارٹس (Spare parts) اور دیگر ضروریات پر اس میں بلدیہ کا مزید ٹیکس ۶۲ روپیے شامل کیا جائے تو اس طرح ایک موٹر لاری پر ریاستی حکومت ۸۸ روپیے بطور ٹیکس اور مرکزی حکومت ۷۸ روپیے ٹیکس وصول کرتی ہے - گویا مرکزی اور ریاستی حکومتیں اور مجالس صوبائی ہر موٹر لاری سے سالانہ ۰۰ ۰۰ بطور ٹیکس وصول کرتے ہیں - اس طریقہ سے روپر ٹیکس ہے - یعنی چار ہزار سے چھ ہزار تک ڈائئرکٹ اور ان ڈائئرکٹ ٹیکسیں حکومت کو دینا پڑتا ہے - پھر ان کو سہولتیں کیا دیجاتی ہیں - ان ٹیکسیں میں لوکل ٹیکسیں بھی شامل نہیں ہیں جو دریان میں ادا کرنے پڑتے ہیں - یہاں سے پہلی تک لاری جائے تو سنہ ۳۰-۴۰ روپیے ادا کرنے پڑتے ہیں - حالانکہ نیشنل ہائی ویز (National high ways) میں - میونسپلیٹیز اور لوکل پاؤنڈر راستے میں لکڑی ڈالکر تین - چار روپیے ٹول ٹیکس کے نام پر وصول کر لیتے ہیں - ایک آنریبل ممبر نے بتایا کہ عارضی پرستی کے حصول میں بھی کیا کیا دقتیں پیش آئی ہیں - پہلے تو رقم چالان کے ذریعہ اسٹیٹ پنک میں جمع کروانی پڑتی ہے - اسکے بعد پرستی حاصل کرنے کے لئے اخلاع سے حیدر آباد آنا پڑتا ہے - اور یہاں اسکے لئے پیروی کرنی پڑتی ہے - آپ اندازہ لگائیں کہ اس طریقہ سرکاری کارروائیوں کی تکمیل تک لاری کا کیا حال ہوگا - یہ سب معاملات طے کرنے تک وہ گاہک ختم ہو جاتا ہے - اور پھر وہ یکار ہو جاتا ہے - اس لئے میں ایوان کے سامنے یہ ظاہر کروں گا کہ انہیں ٹیکسیں دینے سے انکار تو نہیں ہے بلکہ وہ اضافہ دینے کیلئے تیار ہیں لیکن انہیں سہولتیں فراہم کی جائیں -

اُن سلسلہ میں جو ۱۶ ریجنل ٹرانسپورٹ آفیس مقرر کئے گئے ہیں جیسا کہ مدرسہ اوز بھی میں ہے ویسا کہنا جاسکتا ہے - ریجنل ایریا (Regional area) تین سو میل تک پڑھایا جاسکتا ہے - ورنگل اور نظام آباد کی روڈس کو ریلوے کے خیال سے موٹر وہیکل ایکٹ نافذ کر کے خانگی لا روپون کے استعمال کیلئے روکدیا گیا تھا لیکن اب تو سنٹرل ریلوے ہے اور کافی آمدی ہوتی ہے اس لئے اب اوس طریقے کو توڑ دینا چاہئے - آر۔ ٹی۔ ڈی۔ کے بس خراب راستوں پر نہیں چلا جاسکتے - ایسے راستوں پر جانے کی برائیوں پر غیرہ چلتی ہے وسیے راستوں پر نہیں چلا جاسکتے - ایسے راستوں پر جانے کی برائیوں پر پس کو گورنمنٹ اجازت دیتی ہے اسکے باوجود کوئی رعایت نہیں کیجاتی ہے - ایسا رشتہ (Important) سڑکوں پر اجازت نہیں دیجاتی ہے البتہ وہی راستوں کو ملکی کپلی اگر آر۔ ٹی۔ ڈی کی سڑکیں نہیں چار میل تک ہوں تو اسپر جائے کی اجازت دی جائے

ہے۔ جب دیہات کے لوگ چالیس پھنگ میل سے حیدر آباد آتے ہیں تو کہیں نہ کہیں آر۔ٹی۔ ڈی کی سڑکیں ملینگی۔ مثال کے طور پر میں حیدر آباد تا کلواکرنی کی سرویس کے بارے میں کہونگا کہ پہاڑی شریف تک آر۔ٹی۔ ڈی روٹ ملتی ہے۔ اگر آر۔ٹی۔ ڈی کی سرویس میں جائیں تو تین چار مقامات پر تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ آئندے بھی صبح نکلن تو شام کے چھ بجے پہنچتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی آر۔ٹی۔ ڈی روٹ پر صرف پانچ میل یعنی پہاڑی شریف تک سفر کر سکتے ہیں۔ اسلئے میں کہونگا کہ انکے ساتھ رعایت کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں فینویڈر روڈ (Fair Weather Road) بنانا چاہئے۔ اسکے علاوہ میں کہونگا کہ وہ جو ٹکسس ادا کرتے ہیں اسکے قطع نظر انہیں سڑکیں وغیرہ بھی اپنے ذاتی خرچ سے بنانا پڑتا ہے ورنہ باش وغیرہ کے زمانے میں بس سرویس چلانا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ اون پر پولس والوں کا جو ظلم ہوتا ہے وہ شاید منسٹر صاحب نہ جانتے ہوں لیکن عوام اس سے واقف ہیں کہ پولس والے خانگی لاری والوں پر کتنا ظلم کرتے ہیں۔ لہذا اس جانب بھی منسٹر صاحب توجہ کریں تو مناسب ہے۔ میں کہونگا کہ ایسی کچی سڑکوں پر جو بس سے چل رہے ہیں اون سے نصف ٹکس لیا جانا چاہئے۔ اور لوک سرویس جو چلتی ہیں مثلاً پہاڑی شریف وغیرہ کی۔ انہیں حیدر آباد سے آئندہ دس میل کی حد تک بھی اجازت ملتی چاہئے۔ ممکن ہے کہ ہوم منسٹر صاحب یہ کہیں کہ اس سے آر۔ٹی۔ ڈی کو نقصان ہو گا۔ میں کہونگا کہ اگر آر۔ٹی۔ ڈی نئے ہل سے پہاڑی شریف تک آئنے کرایہ لیتی ہے تو اس میں نٹ انکم میں سمجھتا ہوں کہ آدھا آنہ یا ایک آنہ ہو سکتا ہے۔ ہر حال اسکی جانچ پڑھانے کے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نٹ انکم کیا ہوتی ہے اس لحاظ سے ان پرائیویٹ بس سے پر ٹکس عائد کیا جاسکتا ہے تاکہ گورنمنٹ کو نقصان نہ ہو لیکن انہیں اجازت ملنی چاہئی۔ اس بارے میں عرض کروں گا کہ کس طرح سنٹرل گورنمنٹ نے ایک ایکٹ بنایا ہے اوسی طرح حیدر آباد گورنمنٹ بھی ایک انکوائری کمیٹی بھاکر اسمیں آفیشل اور نان آفیشل میرس اور موٹر وہیکل یونین کے ممبروں کو بھی شریک کرے اور موٹر ٹرانسپورٹ کے بارے میں یونیفارم ٹکنیشن (Uniform taxation) کی پالیسی اختیار کیجائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے صوبیات کے مقابلہ میں یہاں جو ٹکس عائد کیا گیا ہے وہ زیاد ہے۔ لیکن آئندہ سال تک ایکٹ بنائ کر انہیں جو کچھ سہولتیں دی جاسکتی ہیں دیجانی چاہئیں۔ اسکے علاوہ اب جو دیڑھ سو میل کا رینج (Range) بنایا گیا ہے اوسکی بیانیے تین سو میل کا رینج بنادیا جانا چاہئے۔ دیہات میں جو کوئی ٹکسی لا ریز ہیں اونکو آر۔ٹی۔ ڈی کی روٹ (Route) پر چلانے کی سہولت دیجانی چاہئی۔ البتہ پاسنجر لا ریز ہیں ان کو اجازت نہ دیجئے ہیں۔ کوئی پہنچنا مدد مرتب ہو رہا ہو یا انسپکٹر صاحب چائے پی رہے ہوں تو لا ریز کو روک رکھتے ہیں۔ یہ این قسم کی مشکلات ہیں جو خاص طور پر آتریبل منسٹر کی توجہ

کے محتاج ہیں۔ آخر میں میں اسپر زور دونگا کہ ٹکسیں کے بارے میں جو یونیفارم ٹکزیشن پالیسی ہے دوسری جگہ کی طرح یہاں بھی مقرر کیجاتی چاہئے۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری د گمبر راؤ بندو۔ مسٹر اسپیکر سر۔ فرست ریڈنگ کے موقع پر ہاؤس کے سامنے جن خیا لات کا اظہار کیا گیا ہے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اون خیا لات کے بارے میں اظہار خیال کروں۔ یہ بات کمی گشی کہ چونکہ ریلوے سے اب ہارا تعلق نہیں رہا لہذا اب اوس نقطے نظر سے سوچنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کامی ٹیشن (Competition) کیا جا سکتا ہے۔ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آل انڈیا موٹرو ہیکل ایکٹ جو لا گو کیا گیا ہے اوس کے پیچھے یہ خیال تھا کہ ریلوے کے ساتھ کامی ٹیشن نہ ہونا چاہئے۔ ریلوے سنٹرل سبجکٹ ہے۔ لیکن موٹر ٹرانسپورٹ المنسٹریشن (Motor Transport Administration) یہ چاہتا ہے کہ ریلوے کے ساتھ کامپی ٹیشن ہو اور اسٹیٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (State Regional Transport Authority) کا بھی خیال یہی ہے۔ سنٹرل گورنمنٹ کو بھی یہ دقت تھی کہ قدم پڑھے تکس دینے پڑتے ہیں۔ یہ بات صرف حیدر آباد کے تعلق سے نہیں ہے بلکہ ہرجگہے۔ باوجودیکہ حیدر آباد کے مقابلہ میں دوسری جگہ چار پانچ گونہ تکس ادا کیا جاتا ہے اس کے باوجود لوکل ٹکس دینے پڑتے ہیں۔ میں آنریبل مبرس کی معلومات کے لئے یہ کہنا چاہتا ہو نکہ اس سلسلہ میں ٹرانسپورٹ اڈاؤنیزری کمیٹی بٹھائی گئی تھی اور ٹرانسپورٹ منسٹریں کی جو کانفرنس ہوئی تھی اوسیں بھی اس خیال کو ملحوظ رکھا گیا کہ یکساں پیدا کی جائے۔ اور اس کی ضرورت ہیکہ ایک کامپریمیسیو بل (Comprehensive Bill) ہاؤس کے سامنے لا یا جائے۔ یہ کہا جائیکا کہ ایسا پل گذشتہ سال کیوں نہیں لا یا گیا۔ اسکے متعلق میں کہونگا کہ کئی ایسی چیزیں ہیں جن کے متعلق یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اسکی تکمیل فلان مدت میں ہو جائے گی لیکن کچھ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ اس مدت میں تکمیل نہیں پاسکتی۔ ایک کامپریمیسیو بل ہاؤس کے سامنے لانے میں دقت اس وجہ سے ہوئی ہے کہ اس امر کا تصفیہ ہونا تھا کہ ایک اسٹیٹ کی بونڈری (Boundary) سے دوسرے اسٹیٹ کی بونڈری میں جائیں تو ایک مرتبہ ہی تکس نہ لیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ اکشیم سے واپیشور تک موٹر چالنے جائے تو ایک مرتبہ ہی تکس دینا چاہئے۔ بات یہ ہے کہ یونیسیکل اتھا ریٹیز جو ٹکسیں پڑھا رہے ہیں وہ اسٹیٹ گورنمنٹ کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ہمیں آپس میں ٹکس کر کے کوئی فارمولا (Formula) بنانا چاہئے۔ سنٹرل گورنمنٹ کی خواہش یہ ہے کہ یونیسیکل ریٹیز کو ٹکسیں سے جو انکم ہوا سکو تقسیم کرو دیں۔ حیدر آباد کے تعلق سے یہ دقت قابل ہیئت ہے کہ ہمارے پاس حال میں یونیسیکل ریٹیز کا قیام عنان میں آئے اور ہمارے پاس اسے نیکرس موجود نہیں ہیں کہ اون کے لحاظ میں یہ طبقہ کیا جائے۔

کیا حصہ ہونا چاہئے اور گورنمنٹ کا کیا حصہ - یہ دقت ایسی ہے کہ جب تک کسی ایک راستے پر ہم نہ پہنچیں اوس وقت تک نہ کس کو ایک جگہ جمع کر کے تقسیم کرونا مشکل ہے۔ لیکن اس تعلق سے سڑل گورنمنٹ غور کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور امید کیجا سکتی ہے کہ کوئی یونیفارم پالیسی (Uniform policy) (بوروئے اسٹیشن کے لئے معین کیجا نیکی - لیکن اس کے لئے عرصہ لگرے گا اس لئے اوسکے انتظار میں بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔ ایک بات یہ کہی گئی تھی کہ ڈسٹرکٹ وائیز ریجنل اتحا ریٹریٹ (District wise Regional Authorities) جو قائم کی گئی ہیں اوس کے لئے مناب طور پر ویضور (Regions) بنائے جائیں - خود سڑل گورنمنٹ کا ایک جسٹرج ہے اوس پر عمل کرنا پڑیگا - میں خود اس کا قائل ہوں کہ جو ریجنس ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے قائم کئے ہیں وہ یہاں کے لحاظ سے ٹھیک نہیں معلوم ہوتے لیکن ایک آرگانائزیشن (Organisation) بنانے کا کوئی اسکیم بنانے کر اوس کے مطابق کام کریں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپکو آمدنی کیا ہو گی اور اس میں وہ اخراجات برداشت کئے جا سکتے ہیں یا نہیں - ڈسٹرکٹ روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی وہ اخرا جات نہیں کرتی ہے لیکن اگر کوئی اسپیشل اتحا ریٹی کریٹ (Create) کیجا گئے تو اس کے لئے اخراجات بڑھ جائیں گے - آمدنی تو نہیں بڑھیگی لیکن اخراجات بڑھ جائیں گے اس لئے میں کہونگا کہ ہمکو فینانشیل دقتیں محسوس کرنا چاہئے۔

فینانس ڈپارٹمنٹ یہ کہتا ہے کہ آپ آمدنی تو نہیں بڑھاتے لیکن اسکیم سینکشن (Sanction) کرنے کے لئے کہتے ہیں - یہ دقتیں گورنمنٹ کے سامنے ہیں - بعض آنریبل ممبرس نے کہا کہ کلکٹریں اور ڈی - بیس - پی اپنے اپنے کاموں کے تعلق سے ادھر اوہر جاتے ہیں وہاں جا کر وہ لوگ عوام کی دقتیوں پر توجہ نہیں کرتے۔ یہ چیزیں گورنمنٹ بھی محسوس کر رہی ہے۔ اس وجہ سے ریجنل کمیٹیز مناسب طریقہ پر بنانا ضروری ہے۔ اور جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے کہا اون کو سال بسال بدلا بھی چاہئے چنانچہ ہم نے سچیشن منگولائی ہیں اور وہ حکومت کے زیر غور ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ الگ الگ کمیٹیاں تشکیل دیجائیں اور تجربہ کے بعد اگر محسوس ہو تو اون میں تبدیلیاں بھی کیجاں گے - یہ جو سچیشن آیا ہے وہ معقول سچیشن ہے اس کو قبول کرنا چاہئے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ٹول ٹیکس وغیرہ کے بارے میں ہمارے سامنے کوئی چیز نہیں رکھی جاتی۔ مجھے عرض کرنائے کہ آج نئے نئے لوکل اتحا ریٹریٹ اور نئی نئی میونسپالیٹیز قائم ہو رہی ہیں - اون کو ٹیکزیشن کا پورا اختیار رہنا چاہئے۔ آپ دیکھنے کے لئے اور یہاں چاہئے۔ اون کو ٹیکزیشن کا پورا اختیار رہنا چاہئے۔ آپ دیکھنے کے لئے اور یہاں ایکٹ میں سے میں نے ایک سکشن نکال دیا ہے یعنی سکشن (۱۳۴) آف دی حیدر آباد موٹر وہیکس ایکٹ آف (Section 134 of the Hyderabad Motor Vehicles Act of 1854 F.) یہاں کلارز (۲) میں رکھا گیا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ اون پر اور نہیں ڈالتا چاہئے۔

پہلے تو دوسرے کارپوریشنس نہیں تھے صرف حیدر آباد میونسپالیٰ تھی - لیکن اب کئی جگہوں پر میونسپالیٰ تھیز - لوکل بورڈ اور لوکل اتھاریٹیز قائم ہو گئے ہیں - اون کو ٹیکریشن کا اختیار دیا گیا ہے - ایسی صورت میں ہم اپنے طور پر کوئی ایسا بل منظور نہیں کر سکتے جو اون کے ٹیکریشن کے اختیارات پر اثر ڈالنے والا ہو - اس لئے اس شکل میں یہ بل لایا گیا ہے - بعض مفید سمجھشنس ہاؤس کے سامنے رکھے گئے ہیں وہ خود گورنمنٹ کے سامنے ہیں - اس کے لئے کوئی خاص انکوائری کمیٹی قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے - میں اس سلسلہ میں دو باتیں اور عرض کروں گا - ایک تو یہ کہ ڈیولڈرو ٹرانسپورٹ (Developed Road Transport) کے مفادات کو محفوظ رکھتے ہوئے پرائیویٹ سکٹر یعنی جو پرائیویٹ ٹیکسیز اور بس چلانے والے ہیں اون کو بھی سہولتیں مہیا کیجاتی ہیں - یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے - چنانچہ اس وجہ سے بعض نویقائی روڈس (Notified Roads) اون کے لئے بھی کھلے رکھے گئے ہیں -

رجیسٹس کے متعلق جو دقت پیش آتی ہے اوس پر انڈیو ٹیکسیوں طریقہ پر سوچنا ٹھیک ہوگا - چنانچہ میں ہاؤس کو بتا سکتا ہوں کہ جہاں پر میرے سامنے ایسے کیسیں آئے کہ پانچ چھ میل کا کوئی نکٹا نویقائی روڈ ہے اور اوس کی وجہ سے پسینجر کو تکلیف ہو رہی ہے تو ایسی خاص صورتوں میں میں نے اپنے طور پر اجازت دیدی ہے کہ تھرو پسینجرس لیجا سکتے ہیں - یہ سہولتیں خاص حالات کے لحاظ سے دیجا سکتی ہیں -

سنٹر موئر و ہیکل ایکٹ کے تحت ڈسٹرکٹس اتھاریٹیز جو عمل کرتی ہیں وہ یہ کہ یاتو انٹر ڈسٹرکٹ عمل ہوتا ہے یا جہاں روڈ ٹرانسپورٹ کی سڑک حائل ہوئے تو وہاں پس - ٹی - اے کو ریفر کیا جاتا ہے - وہ لوگ اپنے طور پر پرمٹ دیتے ہیں - اس میں گیارٹی کے طور پر کسی کو دینے کا اختیار نہیں ہے - اور زیادہ مدت تک بھی نہیں دیا جاسکتا - زیادہ سے زیادہ تین سال تک اجازت دیجاسکتی ہے - عملی طور پر میں ضرور یہ محسوس کر رہا ہوں کہ بہت سی چیزوں اصلاح طلب ہیں - میں آنریبل مبرس سے یہ کہوں گا کہ ضلع یا تعلقہ میں کوئی خاص انڈیو ٹیکسی (Individual) سائل پیدا ہوئے ہیں تو اونکو گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا جائے تو اوس کے بارے میں ضرور غور کیا جاسکتا ہے اور غور کیا بھی گیا ہے - اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس بل کی فرسٹ ریڈنگ منظور کر لیجائے۔

Mr. Speaker : The Question is :

"That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a first time."

The Motion was adopted.

Shri D. G. Bindu : Sir, I beg to move:

"That L. A. Bill No. X of 1954, The Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a second time."

Mr. Speaker : The Question is :

“ That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a second time. ”

The Motion was adopted.

CLAUSE 2.

Mr. Speaker : There are no amendments to clause 2.

The Question is :

“ That clause 2 stand part of the Bill. ”

The motion was adopted.

Clause 2 was added to the Bill.

CLAUSE 3.

Shri G. Hanumanth Rao (Mulug) : I beg to move :

“ After para (iii) of sub-section (1) of section 141 of the Act proposed to be substituted by the Clause, add the following paragraphs namely.

“(iv) Fourthly, if the rates of taxes mentioned in the Thirteenth Schedule are increased, there shall be paid to the Hyderabad Municipal Corporation from Azur of the year previous to which such increase has been made, a sum equivalent to the net average annual income derived by it during the three years prior to such increase from taxes imposed on motor vehicles under sections 106 and 137 of the Hyderabad Municipal Act XII of 1842 Fasli.

(v) Fifthly, if the rates of taxes mentioned in the thirteenth Schedule are increased there shall be paid to each local body, which at the commencement of this Act, was levying on motor vehicles tolls, vehicle-tax and road-cess under sections 7, 8 and 11 respectively of the Hyderabad Local Cess Act II of 1809 F., or any one or more than one of such tolls, tax and cess, a sum equivalent to the net average annual income derived by such local body during any of such tolls, tax and cess, as the case may be.”

Mr. Speaker : Amendment moved.

Shri G. Hanumanth Rao : I beg to move :

"For sub-section (2) of section 141 of the Act proposed to be substituted by the clause, substitute the following, namely—

"(2) (a) A Hyderabad State Road Fund Advisory Board shall be formed consisting of the following members:—

(i) three members shall be elected by the Hyderabad Legislative Assembly by proportional representation,

(ii) two members from the All Hyderabad Motor Union.

(iii) two members shall be nominated by the Government.

(b) The Board shall determine the sums to be paid or credited under clauses (i) to (iii) of sub-section (1) and its determination shall be final".

Mr. Speaker : Amendment moved.

Shri K. Ananth Reddy : Mr. Speaker, Sir, I want to move an amendment to amendment i.e. to the first amendment of hon. Member Shri G. Hanumanth Rao.

Mr. Speaker : Has the hon. Member given notice of it ?

Shri K. Ananth Reddy : It is only a verbal amendment. I would request you to give me permission for moving the same.

Mr. Speaker : He must have sent in a copy of it to the office. All right. He can move now.

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move,

(a) "That in line three of para (iv), for the word 'Azur' substitute the word 'April'

(b) In line seven of para (iv), for the words sections 106 and 137 of the Hyderabad Municipal Act XII of 1942 Fasli, substitute the words the provisions of Hyderabad Municipal Corporation Act of 1950.

Mr. Speaker : Amendment to amendment moved,

* شری جی - ہمنت راؤ - مسٹر اسپیکر سر - شری کے - انت ریڈی نے جو امندمنٹس موسوکشیں اوسکو قبول کرتے ہوئے میں آگئے چلتا ہوں - میونسپالیٹیز اور لوکل بادیز کا جو فنڈ ہے اوس سے (۱۶) لاکھ کی آمدنی ہوتی ہے -

[Mr. Deputy Speaker in the chair]

لوکل بادیز اور میونسپل کاربوریشن کو اخراجات جاتے باقی دینے کے لئے ہمارے پاس پہلے ایسے قانون تھا - اوس کے تحت رقم کہان تک دیکھی وہ الگ بات ہے - اگر وہ رقم میونسپالیٹیز اور لوکل بادیز کو دیجاتی تو وہاں پر جو روٹس خراب ہیں اون کو وہ رسپر کر سکتے تھے - اور ٹرانسپورٹ سسٹم کو بہتر طریقہ پر چلانے کے لئے اور وہیکلز کو ڈیمیجس (Damages) سے بچانے کے لئے یہ رقم استعمال کیجاسکتی تھی - جہاں پر کولورس (Culverts) کی ضرورت ہو اوس فنڈ سے کولورس بنائے جاسکتے ہیں - لیکن گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ میونسپالیٹیز کو اوس فنڈ سے جو رقم دیجاتی ہے وہ نہ دیجائے کیونکہ اس پل کے ایک سکشن میں شیڈوں (Shed) کو ڈیلیٹ (Delete) کرنے کے لئے کہا گیا ہے - اس سے یہ ہو گا کہ پہلے تو میونسپالیٹیز اور لوکل بادیز موثر وہیکلز پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کرسکتیں تھیں اوس پر بیان (B.n) تھا اب ہماری گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ ۲۰ پرنسپٹ اضافہ کرے - لوکل بادیز اور میونسپالیٹیز کو بھی ٹیکس عائد کرنے کی اجازت دے - اسکے معنی یہ ہونگے کہ یہاں سے بھی ۲۰ پرنسپٹ ٹیکس میں اضافہ ہو گا اور وہاں لوکل بادیز وغیرہ سو پرنسپٹ یا دو پرنسپٹ ٹیکس عائد کرسکتیں گی - میرا مطلب یہ ہے کہ پہلے جس طریقہ سے فنڈس کی رقم دیجاتی تھی اوسی طریقہ کو رائج رکھا جائے - اور حیدرآباد اسٹیٹ روڈ فنڈ میں جتنی آمدنی ہوتی ہے اوس کے لحاظ سے لوکل بادیز کو بھی دیجائے - میرا دوسری امندمنٹ اس چیز سے متعلق ہے کہ حیدر آباد روڈ فنڈ کو کسطر یوٹیلائز (Utilise) کیا جائیگا - اسپننس (Expenses) کسطر سے میٹ (Meet) کریں گے - لوکل بادیز کو کسطر سے رقم دینگے - اسکے باعث میں ہمارے پاس کوئی مادہ نہیں ہے اس وجہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کیلئے ایک اڈاؤائز ری کمیٹی قائم کیجائے - اس میں تین ایم - ایل - ایز - اور دو موثر بونین کے ریپریزنٹیویوز (Representatives) ہوں تاکہ وہیکلز اور روٹس کے متعلق جو مشکلات پیش آتی ہیں اون کو وہ بتا سکیں اس کے علاوہ اوسیں گورنمنٹ کے بھی دو ممبرس ہوں - اس طرح ایک بادی کانسٹنٹیوٹ (Constitute) کیجائے - تاکہ (۱۶) لاکھ کی جو رقم وصول ہوئے اس میں سے اخراجات نکالنے کے بعد وہ رقم نیشنل روڈس اور نیشنل ہائی ویز (National highways) وغیرہ بنانے پر صرف کیجاسکے - چکٹی پلی میں ایک بندھ اوسکو اکسٹنڈ (Extend) نہ کرنے کی وجہ سے موڑوں کو ایک راؤنڈ (roundabout) لیکر جانا پڑتا ہے جسک وجہ سے پھرول زیادہ خرچ ہوتا ہے اگر اس پرچ کرنے

*L.A. Bill No. X of 1954
the Hyderabad Motor
Vehicle: (Amendment)
Bill 1954*

کیا جائے تو پڑول کا خرچہ کم ہو سکتا ہے۔ ایسے معاملات وہ اڈوانزری کمیٹی غور کریگی اور ہدایتیں دیا کریگی۔ سولہ لاکھ کی جو رقم وصول ہو رہی ہے جسکے وصول ہونے کی توقع ہم کر رہے ہیں اوسیں سے (۲۰) پرسنٹ اکسپنڈیچر جانے کے بعد (۱۲) لاکھ روپیہ بچ جاتے ہیں۔

یہ ۱۲ لاکھ میں سے ٹیکسٹس جانے کے بعد ۱۱ لاکھ سے زیادہ پیسہ نہیں بچتا۔ اس میں وصولی کے لئے پیسہ جاتا ہے اور ورکنگ مسٹم کیلئے بھی پیسہ جاتا ہے۔ اس کے بعد ۱۱ لاکھ بچتے ہیں اس کو خرچ کرنے کیلئے جو لوگ انڈوانزری بالائی قائم ہو گی وہ جو اڈوانس (Advice) دیکی ویسا ہی عمل ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈیموکریٹک طریقہ اختیار کرنے کے لئے میں نے جو امنڈمنٹ آنریبل منسٹر کے سامنے رکھا ہے اس کو قبول کیا جائیگا۔

شروع کے انت ریڈی۔ میرا جو امنڈمنٹ ٹو امنڈمنٹ ہے اس کو موور آف دی امنڈمنٹ نے قبول کر لیا ہے لیکن میں چند الفاظ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ پیرے امنڈمنٹ کا مقصد قانونی سقم کو دور کرنا ہے۔ ہر انے ایکٹ کے تحت آنریبل موور نے جو امنڈمنٹ تجویز کیا وہ آذر کے بجائے اپریل رکھنے کے لئے ہے۔ اور اسی طرح ہرے ایکٹ کے بجائے جو میونسپل ایکٹ سنہ ۱۹۵۰ ع ہے اس کو لا یا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے جو

Imposition of tax under the provisions of Municipal Corporation Act, 1950.

اس کو رکھنے کی استدعا کی ہے۔ جہاں تک اس کو رکھنے کا تعلق ہے میں نے پہ دیکھا ہے کہ ۱۱۔ ۰ کلاس میں جتنے امنڈمنٹس رکھے جا رہے ہیں وہ ڈیلیٹ کرنے کیلئے ہیں۔ پورے (ب) کو کیوں ڈیلیٹ کیا جا رہا ہے اس کی آنریبل منسٹر نے وضاحت نہیں کی۔ ٹیکسٹ کے طور پر جو اضافہ ہوتا ہے اس کے پہلے کے قانون کے لحاظ سے میونسپل کارروائیشن کو دینے کا جو از تھا اس کو کیوں نکالا جا رہا ہے اس کی وضاحت آنریبل منسٹر کریں۔

شروع د گمپر راؤ بندو۔ مجھے انسوس ہے کہ میں یہ امنڈمنٹ قبول نہیں کرسکتا۔ سکشن (۱۳۲) کو ڈیلیٹ کرنے کے بارے میں جو کلاز ۲ اس بل میں رکھا گیا ہے اس کو تو اس ہاؤس نے قبول کر لیا ہے۔ سکشن ۱۳۲، یہ تھا۔

“Notwithstanding anything contained in any enactment, regulation, law and order having the force of law, no local body as from the 1st of Azur 1855 Fasli be competent to levy any tax”.

نکس لسوی کرنے والے اختریاں اس قانون میں تھیں جو نکلے وہ اس قانون کے معاشر عوچانہ ہے جس کے تحت یہ اختیارات ہیں اس لئے اس کو ڈیلٹ (Delta) نام چڑھاتے - اور جسمی یہ بھی عرض کرنا ہے کہ وہ بھی الگ ٹالڈ بالائیز (Elected Bodies) میں اور ان شوحو اختیارات حاصل ہوتے ہیں انہیں اس داؤں میں پتھکر تکمیل کیا جاسکتا - جب تک کہ ہم خود یہ نہ کہدیں لہ آپ ہمارے اختیارات استعمال نہیں - لیکن کالسٹیبوسون کے تحت یہ اختیارات ہم نو سے کئی ہیں - اسی طرح سنٹرل گورنمنٹ ہم سے یہ بوجھتی ہے کہ کیا آپ اسی احمد راپ دینے کے لئے تیار ہیں تاکہ ہم ایک سنٹرل ایکٹ بنائیں چنانچہ آنریل میجرس کو ناد ہو کہ ایک مرتبہ ہمنے ایسا کیا ہے - اور ہمارے اختیارات سنٹر کے نفع کشی ہیں - اب یہ ڈیلٹ کرنے کے بعد کلائز ۱۳۱ میں یہ باقی نہیں رہتا ہے لہ لوکن بالائیز کو بھی کچھ اختیارات دینا چاہیئے اور دینا ناممکن بھی ہے۔

روڈ فنڈ (Road Fund) کے بارے میں میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں - ہم اس قانون کے ذریعہ سے روڈ فنڈ فائم نہیں کر رہے ہیں - ٹرانسپورٹ اٹھاریٹی (Transport Authority) الگ ٹرانسپورٹ منسٹری کے تحت کام کر رہی ہے ایساتوں نہیں ہے - پی - ڈبلیو - ڈی نے اس کو قائم کیا ہے - اس کی ایک آفیشل جماعت ہر حال ہے - لیکن میں بھی اس سے واقع نہیں ہوں کیونکہ اس کا تعلق پی - ڈبلیو - ڈی سے ہے - لیکن روڈ فنڈ کا جو روپیہ ہم دے رہے ہیں اس کے تعلق سے فینانس کو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ روڈس ہی ہر خرچ کیا جائے - ورنہ یہ ہو گا کہ وہ پیسے دوسرے مدت میں خرچ ہو جائے گا اور روڈس نہ ہبینگی تو موڑوں کو کافی دقت ہوتی رہیگی - اس وجہ سے یہ رکھا گیا ہے کہ پہلے دو مدت کے تحت کلکشن کے چارجس (Charges) اور المنسٹریشن کے چار جن جانے کے بعد جیسا کہ میں نے آرٹی - ڈی کے بارے میں کہا تھا - جو بھی روپیہ پہنچے گا وہ روڈس ہر خرچ ہونا چاہیے - اس لئے کہ روڈس جتنے اچھے ہوتے جائیں گے اتنی ہی ہمیں زیادہ سہولت ہو گی - اسلئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ آنریل میجرس کی خواہش میں معمولیت ہے کہ کوئی اداواریزی بالائی (Advisory Body) بنائی جائے - لیکن یہ بھی میں کوئی قطعی وعدہ نہیں کر سکتا - میرے آنریل کلیک (Collegue) جو پی - ڈبلیو - ڈی کے منسٹر ہیں وہ اس بارے میں سوچیں گے تاکہ یہ چیز اس میں آجاسکتی ہے تو آجائے - جب بچٹ ٹکشن ہو رہا تھا تو اس میں یہ مسئلہ آسانی سے لا یا جا سکتا تھا - یہ بھی موقع نہیں گیا - کیونکہ وہ اب بھی لیا جاسکتا ہے - لیکن اس میں یہ فٹ (Fit) نہیں ہو سکتا اس وجہ سے جو امنڈمنٹ پیش کیا گیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ قانون قابلہ نہیں ہے - اور آنریل میجرس سے درخواست کرروں گا کہ وہ اسے واہن لے سے مدد ہے۔

Mr. Deputy Speaker : Does the hon. Member want that his amendments should be put to vote ?

Shri G. Hanumanth Rao : I beg leave of the House to withdraw my first amendment.

The amendment was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"For sub-section (2) of section 141 of the Act proposed to be substituted by the Clause, substitute the following, namely—

"(2) A Hyderabad State Road Fund Advisory Board shall be formed consisting of the following members :—

(i) three members shall be elected by the Hyderabad Legislative Assembly by proportional representation.

(ii) two members from the All Hyderabad Motor union.

(iii) two members shall be nominated by the Government.

(b) The Board shall determine the sums to be paid or credited under clauses (i) and (iii) of sub-section (1) and its determination shall be final."

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That Clause 3 stand part of the Bill".

The motion was adopted

Clause 3 was added to the Bill.

CLAUSE 4

Mr. Deputy Speaker : The amendment to omit the clause cannot be moved but it can be discussed.

شري حي - هنست راؤ۔ یہ امنڈمنٹ کانسیکوئشنل تھا اس لئے وہ اب موونہیں کیا جاسکتا۔ کلاز ۲ پاس ہو گی اور اس پر میرا جو امنڈمنٹ تھا وہ میں نے تھا اس کو لیا ہے۔ اس کی رو سے جو اوبیشن گورنمنٹ کرنا چاہی تھی وہ صحیح ہو جاتا ہے۔

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That Clause 4 stand part of the Bill".

The motion was adopted.

Clause 4 was added to the bill.

CLAUSE 5

Shri G. Hanumanth Rao : I beg to move :

In the column "Maximum Annual Tax" under Schedule XIII, for the figures 5, 7, 7, 51, 77, 103, 129, 154, 206, 257, 309, 411, 82, 206, 309, 51, 51, 10, 16, 16, 33 and 10," substitute the following figures respectively.

"4, 6, 6, 41, 62, 82, 103, 123, 165, 206, 247, 329, 66, 165, 247, 41, 41, 8, 13, 13, 27, and 8".

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved.

* شری جی - ہمنت راؤ - اسپیکر سر - جو ۲ پرسنٹ اضافہ کیا جا رہا ہے اس سلسلہ میں بہت چرچا ہوئی - میں نے جو دوسرے امنڈمنٹ دئے تھے ان کا مقصد یہ تھا کہ میو نسپل کمیٹیز اور لوکل بادیز کو ٹیکن وصول کرنے کی اجازت نہ دی جائے لیکن منسٹر صاحب نے انکو قبول نہ کیا اس لئے وہ یہی اب ٹیکس لے سکتے ہیں - اس لحاظ سے منسٹر صاحب نے جیسا اس ایکٹ کو اب رکھا ہے اس سے صرف ۲ پرسنٹ کا اضافہ نہ ہوگا بلکہ میونسپالیٹیز اور لوکل بادیز الگ الگ ٹیکس لین تو چار سو یا دو سو پرسنٹ تک ٹیکس پہنچ جائیگا - ہماری روڈ ٹرانسپورٹ انٹسٹری کو آج کے حالات میں دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ایک طرف بزنس ڈاؤن (Business down) ہے - دوسری طرف سلمپ (Slump) ہے اور تیسرا طرف ٹیکس بڑھ رہے ہیں - میلسن ٹیکس پڑول ٹیکس اور ٹول ٹیکس میں اضافہ ہو رہا ہے اور لوکل بادیز اور میونسپل کمیٹیز اور ولیج پنچابیں ٹول ٹیکس میں خاص طور پر اضافہ کر رہی ہیں - اس لئے میں کہوں گا کہ ۲۰ پرسنٹ انکریز نہیں ہے بلکہ مدرس اور بھئی کے لحاظ سے بھی ذیکر کیا جائے تو یہ تقریباً ۴۰۰ سو پرسنٹ اضافہ ہو رہا ہے - اس کے علاوہ دوسری چیز ہیں یہ دیکھنا ہے کہ ایک موڑ رکھنے والے کے لئے آج کے حالات میں جیکہ پڑول کا یہ بڑھ گیا ہے اور ٹیکس انکریز ہو رہے ہیں تو یہ مزید ۲ پرسنٹ ٹیکس دینا کہیاں گے ممکن ہے -

ایک موٹر یا ٹرانسپورٹ لاری والا جتنا بھی ٹیکس ادا کرتا ہے اگر اس کو جمع کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس کو سالانہ چھ سالز ہے چھ ہزار روپیئے ٹیکس دینے پڑتے ہیں۔ سیلس ٹیکس ٹول ٹیکس رجسٹریشن فیس میونسپل اور لوکل بادیز کے ٹیکس یہ سب ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کو اسیر پارٹس بر خرج کرنا پڑتا ہے۔ یہ سب اگر ملحوظ رکھا جائے تو حیدرآباد میں جو خرچہ ٹیکس بر ہوتا ہے وہ بھی اور مدرس سے پڑھ جاتا ہے۔ اگر گورنمنٹ دوسرے ٹیکس جو وصول کئے جاتے ہیں انہیں کٹ کر دینا چاہتی ہے تو میں کہوں گا کہ موٹر والے ۲۰ پرسنٹ اضافہ قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس ایکٹ میں دوسرے ٹیکس بھی عائد کرنے کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس طرح گورنمنٹ ڈبل گیم (Double game) کھیل رہی ہے۔ میونسپالیٹیز کو بھی اجازت دیرے ہیں کہ وہ وصول کر لیں۔ ان حالات میں میں گورنمنٹ سے رکوست (Request) کروں گا کہ ۲۰ پرسنٹ اضافہ کے لئے جو بروپوزل پیش کی ہے اس کو وہ ڈرا (Withdraw) کیا جائے۔ ورنہ دوسرے ٹیکس وصول کرنے کے بارے میں جو ایکش ہیں انہیں رسیل (Repeal) کیا جائے۔

شی رतنلال کوٹےچا (پاتودا):—اپاڈیکش مہودی، جو امرےڈمےٹ آج ہا بھوس کے سامنے آ جی ہے بھوس دے دننے کے باوجود مالو بھوتا ہے جن لوگوں نے یہ امرےڈمےٹ آج ہا بھوس کے سامنے پेश کی ہے اب نکا سہی کلر (رنگ) کیا ہے، اور آج وہ جس امرےڈمےٹ کے جریئے سے اپنے سہی کلر میں ہمہ دیکھ رہے ہیں。(They have come in their proper colours) اسیں تارہ کا امرےڈمےٹ لٹا کر آج جن لوگوں کی وہ ہمایت کر رہے ہیں وہ دیکھ کر سمجھو بڈا آشیار ہوتا ہے।

سہی بات تो یہ ہے کہ موتور رکھنے والے جو لوگ ہوتے ہیں وہ بندے بندے اور ابھیار ہوتے ہیں، اور وہ جو ٹکس بڈانے کے لیے کہا جا رہا ہے وہ بھوس ٹکس کو اچھی تر رکھ کر سکتے ہیں۔

شی انت ریڈی۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ان کے سلسلے میں ہم مختلف نہیں ہیں موٹر ٹرانسپورٹ اند سٹری کے بارے میں ہم کہہ رہے ہیں۔

شی راتنلال کوٹےچا:—آپ یاد گریجوں کی ہمایت کرنا چاہتے ہیں تو جسیں تارہ کی امرےڈمےٹ ن لاتے جو بے چارے گریب ٹکسی ڈریور ورس ہے، اب نکے لیے آپ کوچ سہولتیں پेश کرنے کے لیے امرےڈمےٹ لاتے تو ہم سامنے سکتے ہیں۔ جو موتور رکھتے ہیں وہ جیسا تار پسے والے لوگ ہے، اور جسیں ٹکس کو بडی آسانی سے دے سکتے ہیں لے کر جن یہاں جو امرےڈمےٹ لایا جا رہا ہے وہ مہج چیپ پاپولریٹی (Cheap Popularity) کے لیے لایا جا رہا ہے۔

شی بی۔ ڈی۔ دیشمکھ (بھوکردن۔ عام)۔ آپ بھی اس سبب پابولاٹی میں ہاتھ بٹائیں۔

شی راتنلال کوٹےچا:—ہم تو کہتے ہیں کہ یہ جو ٹکس بڈا یا جا رہا ہے، وہ بھروسے ہے۔ ہم اسی فارڈ کی توبہ نہیں کر رہے ہیں کہ جسیں میں ۱۰۰ پریشان کا ایجاد کیا جاتا تھا جسیں میں آج تک جسیں میں آج تک ۲۰ پریشان کا ہی ایجاد کیا جا رہا ہے۔

میں نیٹر ساہب نے اپنے س्पیچ مें پہلے ही بتाया है कि मुद्रास या बंबआ में यह ایجادا कا हमसे ६ या ७ गुना ज्यादा है, और हमारे यहां आज सिर्फ २० प्रतिशत का विजाफ़ा किया जा रहा है। हमारा तो यह कहना है कि अंगरेज़ में ज्यादा बढ़ाने की जरूरत है, और अंगरेज़ से जो आमदनी होनेवाली है, वह कोविं गवर्नरमेंट के पास नहीं जानेवाली है बल्कि स्टेट रोड फंड में यह रकम जमा होनेवाली है, और बाद में सड़कें अच्छी करने के लिये बुक्सा इक्वेमाल होनेवाला है। अगर सड़कें अच्छी नहीं होती हैं, टायर्स का खर्च ज्यादा करना पड़ता है, सड़कें अच्छी होंगी तो मोटर चलाने वालों का ही खर्च कम होगा।

हमारा कहना यही है कि आज जो २० प्रतिशत टैक्स बढ़ाया जा रहा है वह बहुत कम है और हमारी तो यह अच्छा है कि अंगरेज़ टैक्स को १०० प्रतिशत तक भी बढ़ाना चाहिये अितना कहते हुवे में अपना भषण समाप्त करता हूँ।

ش्री دک्षिण रاؤ بندो۔ میں اسٹेंमेंट قبول کرنے سے مجبور ہوں۔ جو اضافہ کیا جا رہا ہے وہ فائناںشیل پالیسی کے تحت ہی ہمارے فائینانسز میں اضافہ کرنے کے لئے ہے۔ اور ان ہی لوگوں کے ٹیکس میں اضافہ کیا جا رہا ہے جو ٹیکس ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیون کہ جو ٹیکسیز (Taxies) مالک یا پارکے طور پر ٹیکسیز رکھ کر چلاتے ہیں۔ ان پر لگائے جانے والے ٹیکس میں اگر اضافہ کیا جائے تو تو وہ اسے برداشت کر سکتے ہیں۔ اس لئے ٹیکس بڑھانے کا جو پروپریوز ہے اس کی مخالفت نہون چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ vehicles گاڑیوں پر ہم ٹیکس ۰ ۰ روپے حالی کی بجائے ۱ ۰ روپے کلدار کئے ہیں۔ بہبی میں اسی گاڑی ۱ ۲ ۰ ۰ روپے اور مدارس میں دیڑھ سو روپے اور سی۔ پی۔ میں ۱ ۲ ۰ ۰ روپے ٹیکس ہے۔

ش्री دک्षिण रاؤ (عادل آباد)۔ کیا یہ صحیح ہے کہ بہبی اور سی۔ پی میں میونسپالیٹی اور دوسرے لوکل بادیز مزید ٹیکس وصول نہیں کرتے؟

ش्री دک्षिण रاؤ بندो۔ یہ غلط ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حیدرآباد میں میونسپالیٹی بہت کم ہیں۔ بہبی سے موڑ نکلتی ہے تو اس کو کلیان میونسپالیٹی کو ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور ہر جگہ ٹکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ ہر موڑ والا یہ نہ کن ادا کرنا ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے سامنے یہ مسئلہ آیا تھا کہ یہ مسئلہ سنٹر کے تحت لے لیا جائے اور اسٹیشن کو اس وقت جو ٹکس ملتے ہیں اتنی رقم دیدیجائے۔ اور سنٹر سے چھوٹی کا تنقیم کیا جائے لیکن ہم نے یہ اعتراض کیا کہ ہمارے پاس ہے ہی یہ ٹیکس کم ہیں۔ اس میں اضافہ کی گنجائش ہے۔ اگر اس لحاظ سے اضافہ دیا جائے ہے تو ٹھیک ہے۔ ہوتا یہ تھا کہ چو اسٹیشن ڈپولڈ (Developed) ہیں اور زیادہ ٹیکس وصول کریتے ہیں ایسے تو زیادہ پیسہ ملتا تھا۔ اور ہم کو کم ملتا تھا۔ اس لحاظ سے ہم نے اتفاق نہیں کیا۔ ہم نے یہ کہا کہ ڈیپولمنٹ کو ملحوظ رکھ کر دیا جاتا ہے تو ہمیں کوئی عذر نہیں ہے۔ دوسرے ٹکس میں ہے۔ دوسرے ٹکس کا جو ڈکٹر کیا گیا

وہ دوسرے پراؤنسز میں بھی ادا کرنا پڑتا ہے ۔ وہاں بھی میونسپالٹیز اور دوسرے نگیں ہیں ۔ اس کے ساتھ انہیں موڑ و ہیکل ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے ۔ اس کے مقابلہ میں یہاں جو ۲ فی صد اضافہ کیا جا رہا ہے وہ ریزن ایبل (Reasonable) ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ آنریبل مور اپنے کٹ موشن کو واپس لیں گے ۔

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That in the column ‘Maximum Annual Tax’ Under Schedule XIII, for the figures ‘5, 7, 7, 51, 77, 103, 129, 154, 206, 257, 309, 411, 82, 206, 309, 51, 51, 10, 16, 16, 33, 1 and 10’, substitute the following figures respectively—

‘4, 6, 6, 41, 62, 82, 103, 123, 165, 206, 247, 329, 66, 165, 247, 41, 41, 8, 13, 13, 27 and 8’.

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That Clause 5 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 5 was added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That Short title, Commencement and Preamble stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Short title, Commencement and Preamble were added to the Bill.

Shri D. G. Bindu : I beg to move :

“That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a third time and passed.”

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a third time and passed.”

The motion was adopted.

The House then adjourned for lunch till Half Past Two of the Clock.

The House re-assembled after Lunch at Half Past Two of the Clock.

[*Mr. Deputy Speaker in the Chair.*]

L. A. Bill No. XIV of 1954, the Hyderabad Allowances of Ministers (Amendment) Bill, 1954.

The Minister for Finance, Statistics, Customs, Commerce & Industries (Shri V. K. Koratkar): I beg to introduce L. A. Bill No. XIV of 1954 the Hyderabad Allowances of Ministers (Amendment) Bill 1954.

Mr. Deputy Speaker: The Bill is introduced.

L. A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill 1954.

Shri V. K. Koratkar: I beg to move :

"That L. A. Bill No. XI, of 1954 the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a first time."

Mr. Speaker: Motion moved.

*شروعی بی۔ ڈی دیشمکوہ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ آج دو سال کے بعد یہ اپروپریشن بل (Appropriation Bill) ہمارے سامنے آیا۔ اس کے بارعے میں میں اپنے چند خیالات ہائوز کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت کو جائزہ لیکر تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا۔ اسکے بعد بھی واقعی طور پر عوام کی ضرورتوں کو کس حد تک پورا کیا گیا اور بوسراحتدار ہونے سے پہلے جو وعدے کئے گئے تھے اون پر کہاں تک عمل کیا گیا۔ ممکن ہے کہ اوس جانب سے یہ اعتراض کیا جائے کہ اپوزیشن کی جانب سے ایک ہی قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہم بھی مجبور ہیں۔ وہ اعتراضات جو اسیبلی کی پہلی منشگ کے وقت تھے حکومت کے بوسراحتدار آنے کے بعد ہے وہی اب ہیں۔ وہی مطالبات عوام کی وہی مشکلیں جوں کی توں ہیں۔ اس لئے ہم بھی مجبور ہیں کہ ان ہی چیزوں کو دھراتیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ حکومت کو بوسراحتدار اکثر کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن ان مشکلات اور مسائل کو حل کرنے میں وہ ناکام ثابت ہوئی ہے۔ بوسراحتدار آنے سے پہلے ٹریوری بیچس کے ارکان کی جانب پارہا یہ کہا گیا تھا کہ بوسراحتدار آنے کے بعد حیدرآباد کو تین لسانی حصوں میں تقسیم کیا جائیگا۔ اس کے بعد نظام شاہی کو ختم کیا جائے گا۔ لیکن میں آج یوہمنا جعلی

ہوں کہ آپ نے اسکو ختم نہیں کیا تو کم از کم اسکو ختم کرنے کے متعلق کونسا قدم اٹھا یا جس سے عوام یہ توقع کر سکیں واقعی طور پر آپ گوشش کر رہے ہیں۔ باؤنڈری کمیشن (Boundary Commission) کے وقت بھی یہ چیز رکھی گئی تھی لیکن حکومت کی جانب سے اس کمیشن کے سامنے ایسا کوئی میمورنٹم یا تمام پارٹیوں کی جانب سے ایسا کوئی انسبلی ریزولوشن اب تک پیش نہیں ہوا۔

میں جہاں تک سمجھتا ہوں یہ مسئلہ جہاں تھا اسکو وہاں کی حکومتوں نے خاصکر بھائی اور کرناٹک وغیرہ میں کافی اہمیت دی اور موثر اقدام کیا گیا۔ لیکن حکومت حیدرآباد نے یہاں کے لوگوں سے انکے مستقبل کو بنانے کیلئے جو وعدہ کیا تھا اسکو پورا کرنے میں وہ کامیاب نہیں ہوئی۔ وہ قطعی طور پر ناکام رہی۔ اور انکے ریزولوشن کو سائیڈ ٹریک (Side track) کیا۔ میں یہ کہونگا کہ آج بھی وقت کا تقاضہ ہے کہ اس سشن کے اختتام سے پہلے اس قسم کا ریزولوشن لا کر ہم سنٹرل گورنمنٹ پر یہ واضح کر سکتے ہیں کہ یہاں کے عوام کے کیا احساسات ہیں اور اس ہافوز میں یہ شہر والے ۱۰۵ عوامی نمائندے کیا سوچتے ہیں۔ مرکزی حکومت اسکو ٹھیک سمجھئی یا نہ سمجھئی لیکن ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس جانب توجہ دلاتیں۔

دوسرा مسئلہ نظام صاحب کے انسٹیٹیوشن کے بارے میں ہے۔ راج پرمکھ کی دستوری حیثیت خواہ کچھ بھی ہو لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نظام صاحب کے معاوضہ کے بارے میں کئی سال سے اسکو ختم کرنے کیلئے مطالبہ کیا جارہا ہے لیکن حکومت نے اب تک کیا کیا۔ انکے معاوضہ میں جو (۰۔۰) لاکھ کی کمی ہوئی ہے یہ حکومت کی کوشش نہیں ہے بلکہ والٹری (Valantry) طور پر انہوں نے عوام یا سنٹرل گورنمنٹ کے دباو کی وجہ سے کی۔ انکا یہ پچاس لاکھ کا معاوضہ یکلخت بند کیا جاسکتا ہے لیکن حکومت اس میں بھی ناکام رہی ہے۔

تیسرا چیز میں یہ عرض کرونا گا کہ حیدرآباد میں گورنمنٹ نے ریپریشن (Repression) کی پالیسی اختیار کی ہے پولس ڈپارٹمنٹ کی جانب ہم نے کئی مرتبہ توجہ دلانی۔ کل ہی میں نے ہوم منسٹر کے سپلیمنٹری ڈیمانڈس کے بارے میں ان چزوں کو پیش کرنے کی کوشش کی تو کہا گیا کہ بازارہا ایسے اعتراضات کرنے جاتے ہیں۔ لیکن میں آنریل منسٹر انجازج نہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تین ورز قل ہماری حکومت کو انتر پریشان ہونے اور گہرائی کی کیا ضرورت تھی۔ لاثنی چار کرنے اور ٹیر گیس استعمال کرنے کی کیا وجہ تھی۔ آج حکومت کے سامنے آکر وزرا انکو مطمئن کرنے کریتے ہیں تو حکومت کا یہ فرض ہے کہ عوام کے سامنے آکر وزرا انکو فرشائیت سنبھال دیتے ہیں تو مجھے کہا جاتا ہے کہ ٹریڈ یونیونز اور اہوازیشن کے لوگ انکو فرشائیت سنبھال دیتے ہیں تو مجھے

سمجھتا ہوں کہ ٹریزری بنچس کا یہ فرض ہے کہ وہ عوام اور مزدوروں کے سامنے آکر انہیں مطمئن کرائیں۔ حکومت کی جو پالیسی ہے انکے سامنے رکھیں۔ لیکن انکے سامنے نہ جاتے ہوئے ان سے منہ موڑنے کا طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ انکے خلاف پولس استعمال کیجاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ حکومت کے لئے نازیبا ہے۔ آنریل ہوم منسٹر سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس عارٹ میں آکر کیا کرنے والے تھے۔ کیا وہ بمبای کرنے والے تھے۔ پران گرف کے وہ مزدور یہاں آکر صرف حکومت کے سامنے اپنی بیروگاری کا مسئلہ رکھنا چاہتے تھے اس بارے میں کئی مرتبہ حکومت کو میمورنٹم بھیجے گئے۔ دو مزدوروں نے بھوک ہڑتال کر کے کاف شدت کے ساتھ اس مسئلہ کو حکومت کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی۔ وہ ۲۹ وان دن تھا جبکہ بجٹ کے دوران میں ڈسکشن کرتے ہوئے ان مزدوروں کے رجحانات انکے خیالات۔ انکی تکالیف اور انکی پریشانی کو حکومت کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ حکومت نے بھی یہ تسلیم کیا کہ وہ پریشان ہیں۔ پھر وہ میمورنٹم پیش کرنے آتے ہیں تو کونسا گناہ کر رہے تھے یا حکومت کیلئے کونسا خطرہ پیدا ہو گیا تھا جو انکے ساتھ یہ ناروا سلوک کیا گیا۔ انکے پاس کھانے پینے کی چیزوں اور بستر تک ساتھ تھا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ اس حد پر یہاںکر اپنا احتجاج جائزیں۔ لیکن پولس نے بلاوجہ ٹیر گیاس اور لاثہی چارج کیا جسکے نتیجے کے طور پر ایک مزدور کو سخت چوٹ آئی۔ اسکے پاؤں کی ہڈی میں سخت فریکچر (Fracture) ہوا.....

Shri V.B. Raju (Secunderabad-General) : Mr. Speaker, Sir Is the speech appropriate to the occasion ?

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ۔ اس موقع پر اس قسم کے واقعات ہم کہہ سکتے ہیں اپر پریشان بل پر بحث کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

شی. رतنلال کوتھا :— یہ جو تکریر آپ کر رہے ہیں، وہ راجپرمुख کے بھاشن کے کہتے ہوتے تو جیسا کہ ابھا ہوتا ہے۔

شری گے۔ وینکٹ رام راؤ۔ پولیس کا مد بھی امن میں شریک ہے۔ اگر اس کو نکالدیں تو اس پر بحث نہیں کی جائے گی۔

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ۔ لگر یہ سنتا نہیں چاہتے تو میں بھی ان کی یہ باتیں پڑاشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

شی. شے پرداز والدھما رے (نیلگانجا) :— اُس روز اونرے ول مینڈر نے کہا کہ گولی چلائی گئی اور اُنہاں کا ہلاکتی ہو کیا کہ گولی کا ہاں چلائی اور بُس سے کیا کہ آدمی مارے؟

شروعی - ذی - دیشمکو - آپ گولی سے لائی چاہج اور ٹین گیس کو گم سمجھئے ہیں تو یہ اور بات ہے - اس وقت جس قسم کے حالات تھے اس کے بعد بہت ممکن تھا کہ گولی بھی برسائی جاتی - حکومت ہتھیار استعمال کرنے میں بہت پیش پیش ہے - اس لحاظ سے میں عرض کروں گا کہ ریپریشن کا جو طریقہ ہے اس پر تین سال سے ہم توجہ دلانے آرہے ہیں لیکن حکومت کا رویہ مایوس کن ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ۳۔ تاریخ کو ایک الگورنمنٹ موشن (Adjournment motion) بھی پیش ہوا جس میں توجہ دلائی گئی تھی کہ کسان سبھا کے سکریٹری کے مکان پر حملہ ہوا - وہ ایک ایسا اہم واقعہ تھا جس میں پولیس بھی ساتھی تھی - اس لئے ہم کہتے ہیں کہ مسلسل چیخ و پکار ہوتے ہیں کہ پولیس کا غنڈہ ازم روز بروز بڑھتا جا رہا ہے - یہی حالات کنڈور میں بھی ہیں اور ورنگل میں بھی - اس سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے حکومت فوراً سوچئے -

تیسری چیز ان امپلائمنٹ (Unemployment) کے بارے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے کے لیبر منسٹر جو اس کمیٹی کے چیرمن تھے اب بھی ایک ممبر کے نامے کمیٹی میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ان امپلائمنٹ کا مسئلہ حیدرآباد ہی میں نیا نہیں ہے بورے بھارت میں یہ مسئلہ ہے - اس طرح کہکھر مسائل کو سائنس ٹرائک کرنا حکومت کو کہاں تک زیب دیتا ہے اس پر ایوان غور کرے - اسی سلسلہ میں چیف منسٹر جواب دیتے ہیں کہ ایک ان امپلائمنٹ کمیٹی مقرر کی گئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقہ سے ایک کمیٹی یا کمیشن بٹھانے سے مسائل حل نہیں ہوئے بلکہ حکومت کو عملی میدان میں کام کرنے کی ضرورت ہے - اگر اس کمیٹی کی سفارشات ہمارے سامنے نہیں آئیں تو کیا دوسری اور تجویز نہیں ہو سکتیں جن پر عمل کر کے پیر و رگاری کو ختم کیا جائے - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت ان امپلائمنٹ کے مسئلہ کو حل کرنے میں بھی ناکام ہوئی - مائنر اریگیشن اسکیم (Minor irrigation schemes) کے تحت مجھے یہ کہنا ہے کہ ان کے کئی اسکیم بنائے جائے ہیں - ان کے لئے پروایزن بھٹ میں رکھا جاتا ہے ہر سال یہ کہا جاتا ہے کہ مہتوڑہ میں مائنر اریگیشن اسکیم لائے جائیں گے - چنانچہ اس سے پہلے کے بھٹ میں بھی ۲۰ لاکھ کا پروایزن تھا اور شائد اب بھی کچھ پروایزن ہے لیکن بھٹ کو طویل بھاکر - لمبی چوڑی ریوٹس لکھکر ہی اکتفا کیا جاتا ہے کوئی عملی اقدام نہیں کیا جاتا ہوئنا پڑھا جا راجھٹ کے بارے میں - نندی کنڈہ پراجھٹ کے بارے میں ہم دو سال سے ستی آرہے ہیں لیکن اس بارے میں بھی حکومت کوئی خاطر خواہ کام نہیں کرسکی - میں صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ٹال مشوں کی پالیسی سے بہت مسکن ہے کہ یہاں کے ممبرس کو مطمئن کرایا جاسکتا ہے لیکن عوام مطمئن نہیں ہیں -

ریلیف کے بارے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسکیم (Relief scheme) کا مسئلہ یہاں ایک سختگل شکل اختیار کرنا چاہا رہا ہے اسی بخوبی میں حکومت

وعده کیا تھا وہ پورا نہیں کیا کئی مرتبہ اس طرف حکومت کی توجہ مبذول کرائی گئی لیکن نظام صاحب کے ۱۰ لاکھ روپیے جو ڈونیشن (Donation) کے طور پر آئے تھے انہیں بھی خرچ کرنا حکومت نے مناسب نہ سمجھا۔ مجھے علم ہے کہ اس کے لئے ایک سٹرل ریلیف کمیٹی قائم کی گئی ہے لیکن رقومات کیسے خرچ کی جا رہی ہیں اسکا حساب کتاب اس کمیٹی کے سامنے نہیں رکھا جاتا۔ جب دستوری طریقہ سے ایک کمیٹی قائم کی جاتی ہے تو پھر اس کا حساب اس کے سامنے کیوں نہیں رکھا جاتا۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت جو پیسہ ہے وہ خرچ کرنا نہیں چاہتی اور نظام صاحب کے ۱۰ لاکھ روپیہ میں سے صرف تین لاکھ خرچ کرنے کی ہیں۔ اس طرح ٹال میول سے کام کیا جاتا ہے۔ عثمان آباد ضلع میں اسکیرسٹی کے حالات تھے اس طرف بھی حکومت کو توجہ دلائی گئی لیکن حکومت نے اس کو بھی سائیڈ ٹراک کیا۔

ایک اور چیز میں جاگیری موضعات کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔ حکومت کی جانب سے بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں ری سٹلمٹ (Resettlement) ہوا لیکن ایک سوال کے جواب میں روپینیو منشہ نے یہ بھی تسلیم کیا کہ ۱۳ سو موضعات میں جہاں بندویست ہوا اس کے نصف موضعات میں بھی اعلان نہیں ہوا۔ اگر شتوائی نہیں ہوئی تو کیا ۲۵ فی صد روپینیو معاف کیا گیا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ ۲۵ فی صد کم کیا گیا بعض جگہوں پر ۱۵ فی صد کم کیا گیا۔ اب کہا جا رہا ہے کہ مالگزاری میں ۲۰ فی صد کی زیادتی کمی کرنے والے ہیں۔ اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس مسئلہ کو بھی حل کرنے میں ناکام رہی۔

اسی طرح انعامات اور کیاش گرانٹس (Cash grants) کے سلسلہ میں بل لانے کا حکومت نے وعدہ کیا تھا۔ اسی سشن میں بجٹ پر ڈسکشن کے وقت یہ کہا گیا تھا کہ یہ بل لانے والے ہیں لیکن یہ وعدہ بھی پورا ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ آپ ڈیموکریٹک طریقوں کے لئے تو بہت کچھ کہہ سکتے ہیں لیکن عوام دیکھنا چاہتے ہیں کہ عملی میدان میں اپنے وعدوں کو کس حد تک پورا کر رہے ہیں۔

شاپن اپنڈ استبلشمنٹ ایکٹ کے سلسلے میں بھی حکومت کو بارہا توجہ دلانے کے باوجود حکومت نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس سشن میں جو امنڈ بل ہاؤز کے سامنے رکھا گیا اسکی تسبیت منشہ انجمنج نے کہا کہ آپکے مطالبات واجبی ہیں لیکن میں ببور ہوں کہ چھ مہینے سے پہلے اس قسم کا بل لاون۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ ایسی چھوٹی سوچ ماتوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو مجھاں کیسے (Major schemes) کس حد تک کامیاب ہو سکتے ہیں۔

کمیونٹی پراجکٹس کے بارے میں گزشتہ سال اسی نوٹ پر ہم نے یہ شبہ ظاہر کیا تھا کہ کمیونٹی پراجکٹس کے سلسلے میں امریکن ایڈ (American Aid) کی وجہ سے یہ ہیں بلکہ وہ چند سیاسی اغراض لیکر یہاں داخل ہو رہے ہیں۔

میں ٹریزیری بنچر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک سال کے تجربہ کے لحاظ سے آپ بتائیے کہ کمیونٹی پروجکٹ ورک (Work) سے کس حد تک فائدہ ہوا۔ پاکستان میں امریکہ کا جو ریچان ہے کہیں وہی خطرہ یہاں بھی نہ پیدا ہو جائے۔ لینڈ پرابلم کے بارے میں اس ہاؤز نے ایک قانون پاس کیا ہے۔ اس کے بارے میں ہمارے خیالات کئی مرتبہ ہاؤز کے سامنے آچکے ہیں۔ لیکن وہ ایکٹ بھی عملی میدان میں کس حد تک آگئے بڑھ سکا میں ٹریزیری بنچر سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کیا ٹلرس۔ (Tillers) کو اس ایکٹ سے زمین مل سکی۔ لینڈ پرابلم جس ڈھنگ سے حل کیا گیا ہے ٹینٹس اس سے مطمئن نہیں ہے۔ انہیں کوئی زمین ملنے والی نہیں ہے اسکا پروسیجر (Procedure) ایسا ہے کہ آئندہ چہ ماہ میں بھی پروپرٹیکٹ ٹینٹس کو زمین ملنے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

ان حالات میں میں اپنے چند خیالات ہاؤز کے سامنے ظاہر کرتے ہوئے حکومت سے یہ کہوں گا کہ وہ اس پر توجہ کریں۔ اور ان مسائل کو حل کرنے میں حکومت کس حد تک کامیاب رہی ہے اسکیوضاحت کر کے ہاؤز کو مطمئن کرائے۔

شُریٰ وی. کے. کورٹکر:—آپاڈھک مہوادی، آج ہاؤس کے سامنے جو اپریولیشن بیل پے شکایت کیا جا رہا ہے وہ پیشہ سال کی جو ۴ کاروڈ ۱۲ لاکھ ۴۶ ہجार کی مانگے ہیں اُنکے باڑے میں ہی پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ مانگے ایسکے پہلے ہی ٹوٹ پر رکھی جا چکی ہے۔ ایسے میں جو ایک خرچ کرنے کے باڑے میں ہے۔

میرا خواہل ہے کہ آج ایسے وکالت ایسکے باڑے میں ایتنی لبندی تکریر کرنے کی کوئی وچہ نہیں ہی۔ آج کبھی روز سے ہم ایسے بجٹ پر بھسپ کر رہے ہیں، اور سوال ایسا ہے کہ کافی جامکاری ہاسیل کی جا رہی ہے۔ بجٹ کے جنرل ڈسکشن کے وکالت اور مانگے پر اپنے اپنے وکالت کا ایجادہ کر رکھتے وکالت بھی ایسے تباہی باتوں کو کبھی بار ایسے ہاؤس کے سامنے لایا جا چکا ہے۔ فیر ایسے اپریولیشن بیل کے وکالت اُن تباہی باتوں کو دوہرانا کی کوئی جرحتی ہی انسا مुझے نہیں لگتا۔

لے کن بہتر ساری باتوں کے باڑے میں یہاں کہا گیا ایسے لیے مुझے بھی کوئی کہنا جرحتی ہو گیا ہے۔ سب سے پہلے یہ بات کہیں گا کہ بھاوار پرانت رکھنے کے باڑے میں گاہنہمنٹ کی کیا پاؤں لیتی ہے، ایسکے باڑے میں ایک بھاوار کے سامنے گاہنہمنٹ نے اب تک کوئی چیز نہیں رکھی ہے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ بات یہاں کیس ترکھ سے کہی گئی؟ میں نہیں جانتا کہ وہ کبھی ایک بھاوار آدی پढتے ہے یا نہیں۔ اگر وہ ایک بھاوار پڑتے رہتے تو ایسے ترکھ کے اتھر رکھنے کا نہیں کر رکھتا۔ میں یہاں ساکھ توار پر کہنا چاہتا ہوں کہ کیسے پارٹی کی ہدایت ہے کہ جب تک ہای پاؤں کمیشن (High Power Commission) کی ریپورٹ سامنے نہیں آتی تب تک ایسکے باڑے میں کیسی ترکھ کا پرچار نہ کیا جائے۔ ہمہاری یہ پاؤں لیتی ہیں کہ ایسے لیے کیا ہے کہ جب تک ہای پاؤں کمیشن کی ریپورٹ نہیں آتی ہے، تب تک ایسے ترکھ کا کوئی کاہم ہمہاری پارٹی کی ترکھ سے نہیں۔

अठाया जायेगा। फिर आपको यह बात पसंद हो या न हो। हर अंक पार्टी को यह आज्ञादी है कि वह अिसके बारे में अपने जो विचार हैं अनुनें हाय पॉवर कमिशन के सामने रख सकते हैं, लेकिन सरकार अिसके बारेमें अ.ज कुछ नहीं कह सकती है।

श्री बि-डी - डिश्मकू - मैं अपनी बेंसिड गी को नहीं रक्हे रहा हूँ - उमां
के खिलात रक्हे रहा हूँ -

श्री. वि. के. कोरटकर :—अब्बाम के स्थालात का थर्मामिटर हमारे हाथ में अच्छी तरह से है, और हम भी अब्बाम के स्थालात को अच्छी तरह से जानते हैं।

खैर मैं आपको तो मृतमधिन नहीं कर सकता हूँ। अब्बाम यदि नाराज होते हैं तो अनुनें तो हम मृतमधिन करा सकते हैं। अब्बाम यदि आपके साथ हैं, और अनुनका आपके अपर पूरा भरीसा है, तो आप सूश रहें। हम भी अब्बाम के नुमाइदें हैं और अब्बाम ने ही हमको यहां चुनकर भेजा है। आप पर यदि अब्बाम का भरोसा है तो २-४ साल बाद आप भी अिस तरफ आकर बैठ सकते हैं। लेकिन मैं यहां पर साफ तौर पर कहना चाहता हूँ कि अिस तरह का कोओरी रेजोल्यूशन यहां पर नहीं आयेगा जबतक कि हाय पॉवर कमिशन का रिपोर्ट नहीं आता है।

श्री के - विंकेट राम राव - रिझोल्यूशन के बारे में नहीं - हमें गोपनीयी
की है? किंतु हमें कोइसके बारे में नहीं आये हैं - अभी अनिग्रहित हैं।
मताली विशेष करना चाहती है या नहीं?

श्री. वि. के. कोरटकर :—अिसके बारे में हुक्मत की पॉलिसी बिलकुल सांक है। जबतक हाय पॉवर अमिशन की रिपोर्ट नहीं आती है, तबतक हुक्मत अपनी तरफ से अिसके बारे में कोओरी कदम नहीं अठायेगी। जब यह रिपोर्ट आयेगी तब कॉम्प्रेस पार्टी अिसके बारे में तसफिया करेगी कि क्या करना चाहिये, और बादमें अिसके बारे में कोओरी रेजोल्यूशन बगैरा आपके सामने आएगा, तबतक कोओरी रेजोल्यूशन आदि यहां नहीं लाया जायेगा।

श्री रामानाथ (हेन्स्केन्ट) - उमां के बारे में.....

श्री. वि. के. कोरटकर :—हम भी यहां पर अब्बाम की तरफ से ही आये हैं, बार ब.र. अब्बाम की बात न दोहराते जाओ।

श्री रामानाथ - उमां की ओर से किए जाना चाहते हैं -

श्री. वि. के. कोरटकर :—अब्बाम की तरफ से आप भी आये हैं, और हम भी आये हैं। अभी अभी हिंदुस्तान सरकार की तरफ से हाय पॉवर कमिशन (अन्धाधिकार मंडल) नियुक्त किया गया है, और अनुसके सामने सब पार्टी के लोग अपने स्थालात रख सकते हैं, और वैयक्तिक तौर पर भी अपने स्थालात वहां रखे जा सकते हैं। कॉम्प्रेस में भी कितने ही लोग बैठे हैं जो अिस बात को शायद अभी भी ज्ञाना चाहते हैं। वे भी अपने स्थालात अिस कमिशन के सामने रख सकते हैं, और रखेंगे। अलंकृत हाय पॉवर कमिशन की रिपोर्ट के बाद ही अिसके बारे में हम अपनी नीति तय कर सकते हैं।

दूसरी चीज निजाम साहब के बारे में कही गयी। यह कहा गया कि २५ लाख रुपये कम हुआ हैं। सरकार चाहती तो और भी कम हो सकते थे, लेकिन वह नहीं हुआ। जब २५ लाख रुपये कम हुआ है तो अिसमें कमी होगी। अिसमें कमी करने के लिये ही तो यह २५ लाख रुपये कम किये गये हैं। मुझे अिसके साथ यह भी कहना है कि जो निजाम का अिस्टिट्यूशन पहले था अुस शकल में आज वह नहीं है। आगे आगे आप देखेंगे तो बराबर अिस निजाम साहब को दिये जाने वाले रुपयों में आपको कमी होते नजर आयेगी।

पुलिस रिप्रेशन के बारे में बहुत कुछ कहा गया है। अिसका जवाब मैंने अिसके पहले कठी बार दिया है। आज अेक और बात साफ करना चाहता हूँ कि अगर कोअी कानून तोड़ता है और अुसके लिये अुसे सजा दी जाती है तो अिसे पुलिस रिप्रेशन नहीं कहा जा सकता। सत्याग्रही यदि कानून तोड़ता है तो यह सोच समझकर तोड़ता है कि मैं कानून तोड़ रहा हूँ तो पुलिस की तरफ से मुझे बराबर सजा मिलेगी। फिर वह कानून तोड़ने के बाद यह नहीं कहता है कि पुलिस मेरे अपर रिप्रेशन कर रही है। हम कानून भी तोड़ेंगे और पुलिस अुसमें मदाखलत भी न करें ये दोनों चीजें अेक साथ नहीं हो सकती। अेक तरफ तो आप कानून तोड़ेंगे और दूसरीतरफ यह कहेंगे कि हम कानून तोड़ते हैं फिर भी पुलिस हमें कुछ न करें, तो यह गलत चीज है।

अिस तरह से असेंब्ली के सामने जुलूस लाना कोअी ठीक बात नहीं है। असेंब्ली यह कोअी जुलूस लाने की जगह नहीं है। अिस तरह से जुलूस लाया भी जाता है तो अुसे सम्बालना बड़ा मुश्किल होता है। यदि जुलूस लाया भी जाता है और वह ठीक तरीके से और शांती से चलता है तो अेक बात और है। लेकिन अिस तरह के जुलूसों का शांति से चलना बड़ा मुश्किल होता है। ऐसे बक्त अव्वाम पूर काबू रखना बड़ा मुश्किल होता है, और जुलूस की हालत बड़ी खराब हो जाती है। असेंब्ली के सामने जुलूस लाने के लिये बंदी रखी गयी थी, तो आप चीफ मिनिस्टर साहब से मिलकर अुनसे बहस कर सकते थे, और मजदूरों के मुतालिबात अुनके सामने अच्छी तरह रख सकते थे। असेंब्ली के सामने जुलूस लाने की क्या जरूरत थी? मैं अैवान की सेवामें यह भी बताना चाहता हूँ कि कल जिन लोगों ने जुलूस निकाला था अुनके लीडर साहब के साथ मिनिस्टर मुतालूका काफी सोच विचार किया है, और अितिमान भी दिलाया है कि अिसके अपर काफी संजीदनी से विचार किया जायेगा। सिर्फ जुलूस लाया गया अिस लिये अब गवर्नरमेंट अुसके अपर कुछ सोचेगी ही नहीं और बात नहीं है। अब भी गवर्नरमेंट अुस मसले पर बराबर सोचेगी। मुझे यही कहना है कि अिस तरह से असेंब्ली के सामने जुलूस लाकर अुसके काम में खलल डालना और अुसका काम बंद करना यह राष्ट्र का नुकसान करना है।

आपको याद होगा कि पिछले साल अिसी तरह का अेक प्रोसेशन डिमानिटाजिजेशन ऑफ करम्सी के सिलसिले में असेंब्ली के सामने लाया गया था। अुसको रोकना जुलूस के लीडरों के लिये नामुमकिन हो गया। सब लोग असेंब्ली कंपाइंडके अंदर घुस आये। और दो घंटे तक असेंब्ली में कुछ काम न हो सका। बाद में कुछ जरूरी कागजात पर निजाम साहब के दस्तखत भी बक्त पर न हो सके। क्यों कि बाहर जो गडबड़ी थी अिसके कारण कागजात अुनके पास समय पर न भेजे जा सके।

यह कहा जाता है कि यदि हमें कोअी दरखास्त सरकार से करनी है तो डेमोक्रेसी में अिस तरह से प्रोसेशन क्यों नहीं लाया जा सकता ? मैं कहना चाहता हूँ कि किसी भी देशमें, किसी भी पार्लीमेंट के सामने, अिस तरह से जुलूस नहीं लाये जाते हैं। आपको यदि कोअी दरखास्त देनी है तो अुसके दूसरे रास्ते हैं। ये साल से यह सिलसिला बराबर चला आ रहा है और हर असेंब्ली सेशन के बक्त किसी न किसी तरह का जुलूस लाने की कोशिश की जाती है। जो काम आप गवर्नरमेंट से करवाना चाहते हैं, वा गवर्नरमेंट के सामने कुछ शिकायत पेश करना चाहते हैं तो यह काम रिप्रेजेटेशन (Representation) के जरिये से हो सकता है। जिस के लिये जुलूस लाने की जरूरत नहीं है।

हमारे सामने आज जो बेरोजगारी का मसला है वह एक बहुत बड़ा और गंभीर मसला है। हर कोई अिसके बारे में बहुत जोर से कहता है। अिसके बारे में मैंने अपने ख्यालात हाथुस के सामने रखे थे। हमारे यहाँ अिस मसले पर सोचने के लिये और कुछ रास्ता ढूँढ़ निकालने के लिये एक अन ओफिशियल कमिटी बैठी है, और वह कभी महिनों से अिसबारे में सोच रही है कि बेरोजगारी को कम करने के लिये क्या किया जाय। लेकिन वह कुछ ऐसे जंजाल में फसी है कि अुसके भी कुछ समझ में नहीं आ रहा है कि क्या किया जाय। अुसमें से निकलना बड़ा मुश्किल है। हम जितना समझते हैं अुतना वह सरल मसला नहीं है।

एक तरफ तो यह कहा जाता है कि बेरोजगारी देहातों में काफी बढ़ रही है। लेकिन जब हम कोअी प्रोजेक्ट निकालते हैं तो अुसमें काम करने के लिये हमें मजदूर नहीं मिलते। खेतीमें जो लोग काम कर रहे हैं अुनको यह बात अच्छी तरह मालूम है कि आज खेती के लिये भी देहात में मजदूर नहीं मिलते हैं। एक तरफ तो यह कहा जाता है कि बेरोजगारी बढ़ रही है, तो फिर इसी तरफ काम करने के लिये मजदूर क्यों नहीं मिलते? कहा जाता है कि मिलों में काफी बेरोजगारी बढ़ रही है, क्योंकि मिलें बंद होरही हैं। जो लोग बेरोजगार होकर निकलते हैं अुनको गवर्नरमेंट की तरफ से कहा जाता है कि हमारे पास काम है, और हम आपको दूसरा काम दे सकते हैं। लेकिन वे लोग आदतों से लाचार हैं, और शहर छोड़ कर जाना नहीं चाहते। सरकार काम देने के लिये तैयार है फिर भी वह अुसकाम को करने के लिये तैयार नहीं है। यह अन ऑफिशियल मेंट का मसला बड़ा कठिण है। मैं समझता हूँ कि बेरोजगारी का मसला जहाँ पर लिबरल ऑफिशियल है, यानी मॉट्रिक और बी. ए. पड़े हुअे लोग हैं, वहाँ ज्यादा है, लेकिन मजदूरों की हृदत्क जब तक सरकार दूसरा काम देने के लिये तैयार नहीं है, तबतक यह बेरोजगारी का मसला अनके लिये बहुत ज्यादा बिकत है, यह मानने के लिये मैं तैयार नहीं हूँ। फिर भी मैं यह नहीं कहता कि हमारे सामने बेरोजगारी का कोअी मसला ही नहीं है। हमें और आपको बैठकर अिस बारे में जु़रूर सोचना चाहिये। और अिस पर गौर किया जासकता है।

यह भी अतेराज किया गया कि मायनर अिरिगेशन (Minor Irrigation) का काम ठीक तरह से नहीं हो रहा है और अनाज भी बराबर नहीं दिया जारहा है। अनाज के लिये मैं तो मैं अितनाही कहना चाहता हूँ कि अुसपर से पाबदी हटाओ जाने के कारण सरकारी खानों से कम दाम पर आज अनाज खुले बाजार में मिल रहा है।

यह कहा गया कि ल्यांड रिफार्म हमारे यहां किया गया है अुसका नतीजा क्या होनेवाला है मालूम नहीं। लैन्ड रिफार्म तो किया गया है। अुसका नतीजा दो साल बाद बाहर आयेगा। हमें तो पूरी अमीद है कि अुसका नतीजा अच्छा ही होगा।

कम्युनिटि प्रोजेक्ट के बारे में कहा गया कि अुसका हीला बना कर यहां पर काफी तादाद में अमेरिकन लोग आ रहे हैं, और मालूम नहीं कि अुसका नतीजा क्या होगा और क्या नहीं।

अिस में हम को अितमीनान है कि अगर किसी हद तक अमेरिकन्स यहां आये भी तो अनुसे हिंदुस्तान पर कोभी असर पड़नेवाला नहीं है। अिस अितमीनान के साथ किसी डेवलपमेंट प्रोग्राम के लिये जो भी कर्जा मिलता है, वह लिया जारहा है। हिंदुस्तान ही नहीं बल्कि दुनिया के दूसरे भी बड़े बड़े मुल्क दूसरों से कर्जा लेकर अपनी उन्नती करते हैं। और वही हमने यहां पर शुरू किया है। अिसमें अगर कोभी अमेरिकन यहां पर काम करने के लिये आता है, तो अुसमें कोभी नुकसान की बात नहीं है। अुसको हम रख सकते हैं। और काम बता सकते हैं। आज बहुत से सायंटिस्ट्स हैं, अिजिनियर्स हैं, बहुत से तजरुबेकार लोग हैं, अनुके तजरुबे से अगर हम फायदा अुठाते हैं तो अुसमें किसी तरह से नुकसान नहीं है। अब रह गयी यह बात कि अनुकी बजह से हमारे पालिटिक्स पर दबाव आयेगा तो, अिसके बारे में आप अितमीनान रखिये कि ऐसा नहीं हो सकता। हमें अपने काम करने वालों की हिम्मत पर अितना भरोसा है कि किसी का दबाव किसी भी काम के करने पर नहीं आ सकता। अुसकी हमें बिल्कुल फिकर नहीं है।

श्री बी-डी-दिश्मिर - हरो जी को कश्मीर में भी तो यही भरोसे तहा-

श्री. वि. के. कोरटकर : क्या भरोसा था यह मेरी समझ में नहीं आया।

श्री के-एन - نرسمہ راؤ (یلندو - عام) - کشمیر میں شیخ عبد اللہ کو جیل میں پند کرنا پڑا۔ کہیں آپ کے بارے میں بھی وہی نوبت نہ آجائے اسلئے ۰۰۰

श्री. वि. के. कोरटकर :—आपके जो कुछ मालूमात हैं वह बिल्कुल अलग हैं। कश्मीर में अमेरिकन के लिये शेख अब्दुल्ला को बंद नहीं करना पड़ा। अनुको बंद करना पड़ा वह ओके अल्या चीज है। अुसको में यहां दुहराना नहीं चाहता। आप भी जानते हैं, और मैं भी जानता हूँ कि शेख अब्दुल्ला को क्यों गिरफ्तार किया गया। रशियन्स या अमेरिकन्स ने अनुको गिरफ्तार करके नहीं रखा है। अिसके सिलसिले में मैं ने कभी बार औवान के सामने जाहीर किया था कि अटरनेशनल पालिटिक्स में आज अमेरिका के खिलाफ कोभी बोलनेवाला नहीं है। आज दुनिया में अिसवरत्त हाथझोजन बँब के तजरुबे हो रहे हैं। आज दुनिया में बड़ी बड़ी गवर्नें-मेंट्स हैं, वह देख रही है, लेकिन किसी भी गवर्नेंमेंट की यह हिम्मत नहीं है कि अमेरिका को यह कहे कि अिन तजरुबों को तुम बंद करो। लेकिन पंडित जवाहरलाल ने हरू ने कल ही पार्लियां-मेंट से अमेरिका को चेतावनी दी कि आप अिस चीज को बंद कीजिये। अिससे नुकसान होनेवाला है। (Cheers) अगर यह हिम्मत आज हिंदुस्तान में है तो आप यकीन रखिये कि अगर कोभी अमेरिकन्स हिंदुस्तान में आये, तो अनुकी बजह से हिंदुस्तान की राजनीति पर किसी कुरुका असर होनेवाला नहीं है। (Cheers)

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a first time".

The motion was adopted.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

"That L.A. Bill No. XI of 1954 the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a second time".

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill 1954, be read a second time."

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That Clauses 2 and 3 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3 were added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That the Short title, commencement, Preamble and the Schedule stand part of the Bill".

The motion was adopted.

The Shor title, Commencement, Preamble and Schedule were added to the bill."

Shri V.K. Koratkar : I beg to move :

"That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a third time and passed."

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954 be read a third time and passed."

The motion was adopted.

L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954.

Shri V.K. Koratkar : I beg to introduce L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954.

Mr. Deputy Speaker : The Bill is introduced.

Shri V.K. Koratkar : I beg to move :

"That L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a first time".

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

شروع انت ریڈی - مسٹر اسپیکر سد۔ سنہ ۱۹۵۴ع کا موازنہ ایوان میں پیش ہوا اور ڈیمانڈ منظور کئے گئے۔ ان کے استعمال کے لئے جو اپروپریشن بل ہمارے سامنے آیا ہے اوس سلسلہ میں میں حکومت کے سامنے چند چیزوں رکھنا چاہتا ہوں۔ پیغام ہوگا اگر میں یہ کہوں کہ آج ہمارے سامنے بڑے بڑے اہم سائل ہیں جن کی جانب ڈیمانڈ پر بحث کے دوران میں حکومت کو توجہ دلائی جائی گی ہے اور منسٹروں کو بھی متوجہ کیا گیا ہے۔ اگر میں اون امور کو اختصار کے ساتھ بیان کروں تو غیر ضروری نہ تصور کیا جائے گا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے دیش میں رشتہ و کرپشن (Corruption) کا بازار گرم ہے اور حکومت کی مشنری میں ان افیشنسی (Inefficiency) روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے جس کی جانب حکومت کو متوجہ کیا گیا ہے۔ یہ کسی پارٹی کا سوال نہیں ہے۔ ٹریزوری بنچس کا سوال ہے نہ اپوزیشن کا۔ جب حکومت کی مشنری میں خرایاں پیدا ہو جائیں۔ کرپشن بڑھ جائیے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ دیش کے لئے بہت بڑی بات ہو گی۔ جب ہم کروڑوں روپیہ حکومت کو خرچ کرنے کے لئے دے رہے ہیں تو ہم یہ آشنا رکھتے ہیں کہ کرپشن اور ان افیشنسی کے تعلق ہے جو حیالات ظاہر کئے گئے ہیں اون کی جانب سختی کے ساتھ غور کیا جائے گا اور اس کے انسداد کی تدبیں احتیار کی جائیں گی۔ پرسوں ہی ایک آرٹیکل منہج نے کرپشن کے بارے میں جب کچھ کہا گیا تو ہم اسی سوچیمیں یہ جواب دیا کہ

اپوزیشن کی جانب سے جتنی مرتبہ کرپشن کرپشن کے الفاظ دھرائے گئے ہیں اگر بھگوان کا نام دھرايا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ جنت کے مستحق ہو جاتے۔ میں کہوں گا کہ اگر جنت اتنی سستی ہے کہ چند مرتبہ بھگوان کا نام دھرانے سے ہی مل جاتی ہے تو ہمیں ایسی سستی جنت نہیں چاہئے۔ جب ہم کسی مسئلہ کو بیان کرتے ہیں تو حکومت کے ارکان گوچاہئے کہ وہ تھنڈے دل سے ان کی سماعت کریں اور خرایوں کو دور دور کرنے کے لئے جو سجیشن دئے جاتے ہیں ان پر توجہ کریں اور خرایوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ کل ہی ایک آریل ممبر (ڈپٹی منسٹر) نے اپوزیشن ممبرس کو انوائیٹ (Invite) کیا کہ پولیس کے تعلق سے کرپشن وغیرہ کے کیسیں ہیں تو وہ اون کے علم میں لائیں تاکہ اصلاح کی جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن اور ٹریزری بنچس کے ارکان متفقہ طور پر یہ چاہتے ہیں کہ دیش سے کرپشن دور ہو اور ساری خرایاں دور ہو جائیں تو یہ کوئی مشکل بات نہیں ہو گی۔ دوسرا چیز جس کی جانب توجہ دلاتا ہے وہ ٹاپ ہیوی المنسٹریشن (Top heavy administration) ہے۔ ہم اپنے المنسٹریشن پر (۲۰ - ۳۵) پرنسٹ خرچ کر رہے ہیں۔ ہمیں آنے والی معاشی کساد بازاری کا خیال کرنا چاہئے۔ پرائیس (Prices) گر رہے ہیں اور اکنامک ان استبلیٹی (Unstability) بڑھ رہی ہے۔ ایسی صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ ہم لوگوں سے نکس وصول کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ کیونکہ ٹیکس ہم کو زیادہ ملنے والی نہیں ہیں۔ ٹیکس کی جو حد ہو سکتی ہے وہ اپنی لٹھ (Limit) پر آگئی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ نکس عائد کرنے کے قابل ہم نہ ہو سکیں گے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ المنسٹریشن پر ہم جو زیادہ خرچ کر رہے ہیں اس کو گھٹانا چاہئے۔ اس وقت ہم جو پیسہ المنسٹریشن پر خرچ کر رہے ہیں اس کو گھٹا کر ولفر ایکٹیویٹیز (Welfare activities) پر خرچ کر سکتے ہیں۔ جب ہم اس سال کا بجٹ متذکر کرچکے ہیں اور اپریویشن بل ہمارے سامنے ہے تو میں حکومت سے یہ عرض کروں گا کہ وہ المنسٹریشن سے کچھ بچا کر نیشن بلڈنگ (Nation building) پر خرچ کرے۔ اسی طرح حکومت کے سامنے کئی بڑے بڑے مسائل ہیں جو توجہ کے محتاج ہیں۔ نبے روزگاری کا مسئلہ ہے جسکی مخالف کئی مرتبہ اس جانب سے توجہ دلاتی گئی ہے۔ اسٹینڈرڈ آف لیونگ (Standard of living) ہمارے ہاں کا دن بدن گرتا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں پر کیا اپنا انکم کے باسے میں عرض کروں گا کہ..... Per capita income.....

Shri L. K. Shroff (Raichur) : I would like to draw your attention, M. Speaker, Sir, to rule 183 (3) of our Assembly rules:

“ Two hours before the time appointed by the Speaker for the adjournment of the Assembly on the day or the last of such days as the case may be, allotted under sub-rule (2), all

discussions shall terminate and the Speaker shall forthwith put every question.....”.

The time appointed for adjournment today is 5.30 according to the Order of Business. Therefore the discussion should have closed by this time.

Mr. Deputy Speaker : No time has been fixed for this purpose.

Shri K. Venkatrama Rao : Only the time for ‘At Home’ has been fixed (Laughter).

شري انت ريدى - تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان میں جو برکیا پیٹا انکم ہے انثین گورنمنٹ کی جانب سے جو کمیٹی بٹھائی گئی تھی اوس نے تحقیقات کے بعد کہما ہے کہ سالانہ پر کیا پیٹا انکم (۲۶) ہے اور وہ تین سال سے اسٹینگنیٹ (Stognate) ہے۔ ڈیولپمنٹ کے کاموں کے بارے میں بھی میں کہوں گا کہ اس میں کوئی ترق نہیں ہوئی ہے۔ بہت ساری چیزیں ہیں جن کی جانب حکومت کو توجہ کرنی ہے۔ اس وقت جب کہ ہم اپروپریشن بل منظور کر رہے ہیں حکومت سے میں التجا کروں گا کہ وہ ان سارے مسائل کی طرف توجہ کرے اور مختلف ڈیمانڈس کے سلسلہ میں جو اظہار خیال اپوزیشن کی جانب سے کیا گیا ہے ان کو مدنظر رکھے اور ان کو عمل میں لائے کی کوشش کرے اور ان رجحانات میں جو کوآپریشن (Co-operation) کا جذبہ ہے اس کو حکومت اپنانے کی کوشش کرے۔ اور انہے جو بحث پیش ہوگا اس میں ان امور کا لحاظ رکھے۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر ڈبی اسپیکر - مختصر طور پر فرمائے۔

* شری انجی راؤ گوانے (پربھنی) - مسٹر اسپیکر سر - جو اپروپریشن بل ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اور سنہ ۱۹۵۰ کے اخراجات کی منظوری چاہی گئی ہے اس کے تعلق سے مجھے صرف چند چزوں کے متعلق کہنا ہے۔ کئی آنریبل سبرس نے اپنے خیالات کا اظہار ڈیمانڈس کے موقع پر ڈپارٹمنٹ یائی ڈپارٹمنٹ کیا ہے اور اون کے جوابات بھی گورنمنٹ کی جانب سے دئے گئے ہیں۔ مال المنسٹریشن (Maladministration) کے پارے میں ہو یا کریشن کے پارے میں یہ سنکر حیرت ہوئی ہے جب اوس سے انکار کیا جاتا ہے۔ ڈمنیشن آف اسٹینٹ (Disintegration of state) کے پارے میں گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے یہ مسئلہ ہاؤس میں آتا چاہئے۔ لیکن اوس ہر کافی مباحثت نہیں ہوئے اور یہ کہا گیا کہ اس پارے میں کانگریس کی پالیسی کیا ہے یہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈمنیشن آف اسٹینٹ کے پارے میں گورنمنٹ کی پالیسی کیا ہے اور کانگریس کی پالیسی کیا ہے اس کے اظہار میں کسی قسم کی معاونت نہیں ہے۔

حیدرآباد کے عوام کیا چاہتے ہیں۔ کیا اس اسٹیٹ کو سالیڈیٹری (Solidarity) قائم رکھنا چاہتے ہیں یا اسکو ٹس انٹگریٹ (Dis integrate) کرنا پاہتے ہیں۔ کانگریس پارٹی کی جانب سے جو ہدایات آنریبل ممبرس کو دی گئیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کے تحت حیدرآباد کو ڈس انٹگریٹ کرنے کا اظہار کرنے یا عوام کیا چاہتے ہیں اس کے متعلق بالیسی کا اظہار کرنے سے روکا نہیں گیا ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ لنگوستک یسپس (Linguistic basis) پر پراوفس قائم کرنے کے متعلق ایجیشنس (Agitation) کرنے کریں۔ اس کے متعلق کانگریس پارٹی کی جانب سے پابندی عائد کی گئی ہو گی۔ لیکن فینانس منسٹر صاحب نے تو ہاؤز میں یہ کہہ دیا کہ ہم کسی طرح سے یہ نہیں کہہ سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز خود انکے پرنسپل (Principle) کے خلاف ہے۔ انہوں نے عوام سے وعدے کئے تھے اور نعرہ لگایا تھا کہ ہم حیدرآباد کو ڈس انٹگریٹ کریں گے۔ کانگریس کے کئی سالانہ اجلاسوں میں ریزویلوشن پیش کئے گئے۔ میں آنریبل منسٹر فار فینانس کی توجہ اوس طرف سبadol کرتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ اون کو مت بھولئے کہ آپ نے عوام سے کیا وعدے کئے تھے۔ پہلک کی نمائندگی آپ بھی کرتے ہیں ہم بھی کرتے ہیں۔ لیکن آپ نمائندگی کا زیادہ دعویٰ کرتے ہیں۔ اس وقت آپ کی پارٹی نے جو نعرے لگائے تھے ان کی یاد تازہ کرتے ہوئے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا ریزویلوشن ہم یہاں موو (Move) کرائے ہوئے ہاؤز کے اتفاق سے حیدرآباد کو ڈس انٹگریٹ نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بارڈ کے مسائل اور دیگر مسائل ہم حل کر سکتے ہیں۔ لیکن ڈس انٹگریشن آپ حیدرآباد کے متعلق جو چیزیں آنریبل فینانس منسٹر نے رکھی ہیں اس سے نہ اپوزیشن ہی متفق ہو سکتی ہا اور نہ اس طرف کے آنریبل ممبرس ہی اتفاق کر سکتے ہیں۔ پولس کے تعلق سے کئی مرتبہ یہ مانا گیا اور آنریبل فینانس منسٹر نے بھی ریشن کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ قانون شکنی پر لاٹھی چلانا ریشن نہیں ہے۔ اسکی کوئی قانون میں تعریف کیجئی ہے میری سمجھو میں نہیں آتا۔ قانون تعزیرات کے تحت اگر قانون شکنی ہو تو آپ گرفتار کر سکتے ہیں سزا دے سکتے ہیں۔ گرفتاری کے بعد وہ شکایت نہیں کی جائی کہ کیوں گرفتار کیا گی۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں پیس فلی (Peacefully) قانون

کو توڑتا چاہتا ہوں تو آپ اسپر لاٹھی چلاتے ہیں۔ ستیہ گہ آپ نے بھی کی اور ہم بھی ستیہ گہ میں شریک ہیں۔ اگر کوئی شخص قانون کو توڑتا ہے تو آپ گرفتار کیجئے۔ جیل میں لے جائیے اور قانونی طور پر جو سزا ہو سکتی ہے دیجئے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ نہ اس کی رہائی کے لئے کوئی درخواست دے سکتا ہے۔ میں پرسوں کے واقعہ کی مثال دے سکتا ہوں اس دن ایک مزدور (۲۸) دن سے اپنی مانگیں پوری کراسے کیلئے بھوک ہڑتا کر رہا تھا۔ اس کے ماتھے کچھ مزدور پیس فلی حکومت کی توجہ سبadol

کرانے کے لئے دو تین دن کا کھانا - کپڑے اور بستہ وغیرہ لیکر آتے ہیں اور پوس سے کہتے ہیں کہ ہم یہاں بیٹھنا چاہتے ہیں۔ پوس انکو بیٹھنے کی اجازت دیتی ہے لیکن اس کے بعد ہی لاٹھی چلانی جاتی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر کوئی قانون شکنی کرتا ہے تو ضرور گرفتار کیجئے لیکن پس فل طریقہ پر اگر کوئی اپنے مطالبات پیش کرنا چاہتا ہے تو اس پر کیوں آپ لاٹھی چلاتے ہیں۔ جس وقت آپ ستیہ گہرے کر رہے تھے اس وقت آپ نے جو قانون شکنی کی اس وقت سزاً دی گئی لیکن ویسی پس فل قانون شکنی اب کی جاتی ہے تو آپ گولیاں اور لاٹھیاں چلاتے ہیں۔ اودھر کے ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ گولیاں کھان چلانی گئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاٹھیاں اہنسا کی تعریف میں آتی ہونگی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کونسے قانون میں اس طرح لاٹھیاں چلانے کی اجازت دیکھی ہے۔ اگر کوئی ایسا عمل کیا جائے جس کی وجہ سے لاٹھی چلانے کی ضرورت پیش آئے تو وہ دوسری صورت ہو سکتی ہے۔ لیکن کل کے جو واقعات ہیں وہ یہ ہیں کہ ۲۵ عورتیں اس شخص کے ساتھ تھیں جو ۲۸ دن سے بھوک ہڑتال کر رہا تھا۔ اسکی بیوی بھی مظاہرہ کرنے والوں کے ساتھ تھی وہ لوگ پس فلی بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان پر آپ لاٹھیاں چلاتے ہیں۔ کیا یہ لاٹھیاں چلانا ریشن کی تعریف میں نہیں آتا۔ میں آنریبل فینانس منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آج کی عوامی حکومت میں ریشن کی تعریف بدلتی رہی ہے۔ آپ اس پکچر (Picture) کو سامنے رکھئے جیکہ ایک آدمی ڈیتھ بد (Death bed) پر پڑا ہوا اسکی بیوی اسکو بچانے کیلئے آپ کے پاس درخواست لیکر آتی ہے۔ لیکن اس پر لاٹھی چلانکر ریشن کیا جاتا ہے۔ کیا یہ آپ کا ظلم نہیں ہے۔ آپ اسکو ریشن کہنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اگر آپ اسکو ریشن کہنا نہیں چاہتے تو آپ کو مبارک ہو۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ آپ کے ریشن کا مقابلہ پبلک دوسرے طریقہ سے کرنے کیلئے تیار ہے اسکے آپ ہی ذمہ دار ہیں۔ ایکشن کا بدله ری ایکشن کی صورت میں ضرور ہوگا۔ اگر کوئی چیز پس فلی کی جاتی ہے تو قانونی طور پر سزاً دیجئے۔ گرفتار کیجئے۔ لیکن آپ تو ظلم کر رہے ہیں۔ لاٹھیاں چلا رہے ہیں۔ ٹیر گیاس استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن آنریبل فینانس منسٹر کہتے ہیں کہ وہ ریشن کی تعریف میں نہیں آتا۔ ایسا کرنے سے میں سمجھتا ہوں کہ شائد عوامی حکومت کی شان پڑھ رہی ہے۔

کمیونٹی ہر اجکٹ کے سلسلہ میں خاص طور پر کٹی تقاریر میں یہ کہا کیا کہ آج کے حالات کو سامنے رکھنا چاہئے۔ خاص طور پر ہاکے امریکن معاہدہ کا لحاظ کرنے ہوئے۔ آج حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں یہاں جو امریکس آتے ہیں اون کوشش کی نظر سے دیکھا جاسکتا ہے۔ آنریبل فینانس منسٹر پہنچ نہرو کی تعریف کرنے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے پہنچت جی ایسے ہیں کہ انہوں نے ہائیڈروجن بم کے استعمال پر کل ہی تقدیر کی ہے۔ جنہوں نے صاف صاف یہ کہدیا کہ اب امریکس کشمیر میں نیوٹرل (Neutral) نہیں وہ سکتے۔ لیکن میں کہوں گا کہ اس کے باوجود پہنچ نہرو کیشمیر کی سمتیں کہا

سمیجہ سکے۔ شیخ عبد اللہ کی پالیسی میں امریکن کا کتنا ہاتھ تھا وہ اوسکو سمیجہ نہ سکے۔ وہاں پادری اپنے مذہب کی تبلیغ کے سلسلہ میں کس طرح کام کر رہے ہیں اون لوگوں نے شیخ عبد اللہ کے ساتھ ملکر کیسا کمپلی کمپلیلا سب لوگ جانتے ہیں۔ اس چیز کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ جو چیز صحیح ہے اوسکو صحیح کہنا پڑیگا۔ ہمارے پاس کمیونٹی پراجکشن کے سلسلہ میں جو امریکن آتے ہیں یا پہلے سے جو لوگ پادریوں کے سورپ (स्वरूप) میں کام کر رہے ہیں وہ لوگ کسططح انہی پیشہ ایثار (Patriotism) کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ چیز آپ کے سامنے اٹھنے نہیں رکھی جا رہی ہے کہ آپ امریکہ سے کسی قسم کی امداد نہ لیں۔ اگر ڈولپمنٹ کے لئے کسی ملک سے امداد مل سکتی ہے تو اوس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس چیز کو بھی ماننا پڑیگا کہ اب امریکن کو کشمیر میں نیوٹرل نہیں کہا جا سکتا۔ ہندوستان اور امریکہ کے تعلقات میں اب جو تبدیلی آگئی ہے اوس کے بعد جو امریکن ہندوستان آتے ہیں وہ کس طرح سے ہندوستان میں ہمدردی رکھے سکتے ہیں۔ وہ لوگ اپنی پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے کاروبار میں مصروف ہیں۔ اوس کو شہبہ کی نظر سے دیکھنا اور اوس پر کڑی نظر رکھنا درست ہوگا۔ میں آنریل فینانس منسٹر سے اتنا ہی کہوں گا کہ وہ ایسے ریلیجیس مومنش (Religious movements) پر جو امریکن مشن کے طور پر کام کر رہے ہیں اون پر کڑی نظر رکھیں۔ اگر آج کے حالات کا لحاظ کرنے ہوئے اور اونکے اور ہمارے تعلقات کا لحاظ کرنے ہوئے اگر ہم اون پر کڑی نظر رکھیں تو غیر صحیح نہیں ہوگا۔

آنریل اگریکلچر منسٹر صاحب سے میں اتنا ہی عرض کروں گا کہ مرہٹواڑہ میں انہوں نے سیدن کے متعلق جو اکسپریمنٹس (Experiments) شروع کئے ہیں اوس سے رعایا نا راض ہے۔ تین سال سے اوس پر تجربے ہو رہے ہیں۔ کائن کی کوالی (Quality) بڑھانے کے لئے آپ یہ چیز لانا چاہتے ہیں لیکن ہمارے ہاں کے حالات اور موسم اور آب و ہوا کا لحاظ کرنے ہوئے مرہٹواڑہ کے کاشت کار اوسیں نقصان انہارہے ہیں۔ تین سال سے کپاس کی وہ آمدنی نہیں ہو رہی ہے جو پہلے ہوتی تھی۔ آپ اون کو مجبور نہیں کر سکتے کہ قلان کائن سیدنی استعمال کئے جائیں۔ آپ کے اکسپریمنٹس غلط ثابت ہو رہے ہیں۔ جو تجربہ ہمارے سامنے ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون سے کوئی فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اگریکلچر منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم کاشتکاروں کو مجبور کریں گے وہی سیدن استعمال کئے جائیں۔ لیکن کائنستی ٹیوشن کا لحاظ کرنے ہوئے اور آج کے حالات کا لحاظ کرنے ہوئے کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ جنگ کے زبانہ میں پیسا کہ سکنڈ ولڈ وار (Second world war) کے وقت کسانوں کو مجبور کیا گیا تھا کہ چار لاٹن کپاس کے۔ چار لاٹن چوار اور چار لاٹن پاجرہ کے ڈالیں۔ تو وہ سے حالات میں کیا جاسکتا ہے لیکن آج جب کہ کائنستی ٹیوشن کا نصف ہو چکا ہے ایسا نہیں کیا جاسکتا۔ آج یہ کہنا کہ اگر وہ بیج استعمال نہ کریں تو ہو ری کانفسکیٹ (Confiscate) کیجاتے صحیح نہیں ہو سکتا۔ ہمید اون سے توقع

رکھتا ہوں کہ کاشتکار جب یہ شکایت لیکر آتے ہیں کہ یہ بیج استعمال کرنے کی وجہ سے لاکھوں روپیوں کا نقصان ہورہا ہے تو اوس پر وہ توجہ کرینگے اور اونکو مجبور نہیں کریں گے کہ وہی بیج استعمال کشے جائیں - اگر اگر یکلچر منسٹر اس پر غور نہیں کرینگے اور کاشتکاروں کو مجبور کریں گے تو اون کو احکام کی خلاف ورزی کرنے پر اتر آنا پڑیگا - اسلئے میری اون سے استدعا^۱ ہے کہ وہ اس پر غور کریں - جو چیز تجربہ سے اچھی پائی جائی ہے اوس پر رعایا ضرور عمل کرتی ہے - جیسا کہ رائیس کلٹیویشن (Rice cultivation) کے سلسلہ میں ہوا - جاپان اور چائنا کا میتھڈ (Method) کامیاب تابت ہوا - چنانچہ رعایا اوس طریقہ سے چاول کی کاشت کرنے تیار ہے - لیکن جس چیز سے کاشتکاروں کو اختلاف ہے اوس پر اونکو مجبور کرنا اور یہ کہنا کہ اون ہی بیجوں کو استعمال کرنا ہوگا یہجا سختی ہے - کاشتکاروں کو مجبوراً اس سختی کا مقابلہ کرنا پڑیگا - میں اون سے استدعا^۲ کرتا ہوں کہ وہ اس مسلسلہ پر ضرور غور فرمائیں -

* شری شرن گورہ انعامدار (اندولہ جبور گی) - مسٹر اسپیکر سر - آج جو اپروپریشن بل سماوز کے سامنے آیا ہے اسپر اپوزیشن کے چند ممبروں نے بحث کی - میں آج ہاوز کے سامنے ایک چیز صاف طور پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں - یون تو کرپشن اور ایفیشنی کے بارے میں ہاوز میں گورنمنٹ کو متعدد ترتیبہ توجہ دلائی گئی لیکن اسکو روکنے کے لئے گزشتہ دو سال میں کوئی خاص تجویز رویہ عمل نہ لائی جاسکی جس سے اسکی روک تھام ہو سکے - میں حکومت کے سامنے یہ چیز صاف طور پر رکھنا چاہتا ہوں کہ تیح کے درجوں کے ملازمین کی جو تنخواہیں ہیں وہ بہت کم ہیں مثال کے طور پر ایک کانسٹیبل کی تنخواہ کو تیح - اسکو شائد ۵۰ روپیہ تنخواہ اور الونس وغیرہ ملا کر ۵۰ ملٹی ہیں - ہم یہ یخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ ۲۰۰ گھنٹے سرکاری ڈیوٹی (Duty) میں وہنے کے بعد ان ۵۰ روپیوں میں اپنی بیوی بیجوں کو کیسے پالتا ہوگا - کیا یہ بیسے اسکی اور اسکی متعلقین کی زندگی بسرا کرنے کیلئے کافی ہوتے ہیں - اسلئے اوس کانسٹیبل کو اپنی ضروریات کی تکمیل کیلئے جب بیسوں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ دوسرے ذراائع تلاش کرتا ہے جیسا کہ لازمی تیجہ یہ ہے کہ وہ کرپٹ (Corrupt) ہو جاتا ہے - وہ روپیہ - دو روپیہ چار روپیہ کیلئے کرپشن کا مرتکب ہوتا ہے - وہ اپنا بیٹھ پالنے کیلئے روپیہ دو روپیہ لیتا ہے لیکن اس سے حکومت کا لاکھوں روپیہ کا نقصان ہوتا ہے - چنانچہ ہاؤڑ کو معلوم ہے کہ حیدر آباد اسٹیٹ میں لاکھوں روپیہ کا مال اسیگنگ (Smuggling) میں چلا جاتا ہے جس پر نہ اکسپورٹ ڈیوٹی (Export duty) دھکاتی ہے اور نہ سوچا جا چاتا ہے - اسکے علاوہ اسکا اثر ہائی فوڈ سچویشن (Food Situation) پر بھی بڑی طرح پڑتا ہے - اس کرپشن کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ بیسے کے مبارکے ہیں اصلیٰ تکریشن پر اثر آتے ہیں ان تھیزوں تک لحاظ کرنے ہوئے میں حکومت یہ عرض کروں گا کہ مرکاری ملازمین جو تعییں درجہ مکنے نہیں یا انکی کم از کم تنخواہیں اور روپیہ ہوتا جائیں ملے ہے مہنے میں ۳۰ روپیہ میں مدد و مدد کیا جائے گا۔

Mr. Deputy Speaker : This has been said so many times I do not find any new point in the hon. Member's speech.

شروع شرخ گوڑہ - سکریٹریز کو ڈھائی - دو دیڑہ هزار تنخواہ دیجاتی ہے اسکو کم کر کے - ہائی آفیسرس کی تنخواہ میں کمی کر کے نیچے کے لوگوں کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے ۔

دوسری چیز یہ ہے کہ اس سال الکٹریسٹی اسکیم پر کئی لاکھ کا تقاضا انہاں پر ۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رائچور - محبوب نگر اور گلبرگہ میں نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ نفع سے نہیں چل رہے ہیں ۔ اسکے علاوہ وہاں الکٹریسٹی کی قلت بھی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ تنگبھدا راسکیم کی تکمیل ہو جائے تو یہ ۳-۳ اضلاع کیلئے بڑی سہولت ہو گی ۔ مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسکو ڈریپ (Drop) کیا گیا ہے اسلئے میں کنسنرنڈ منسٹر (Concerened Minister) سے اپیل کروں گا کہ وہ اسکیم کو تکمیل کرنے کے متعلق غور کریں ۔

تیسرا چیز میں گورنمنٹ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کرناٹک میں خاص طور پر ضلع گلبرگہ میں اپر کرشنا پراجکٹ اسکیم (Upper Krishna project scheme) پر حیدرآباد گورنمنٹ کی جانب سے ۵ لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے تو اسکی وجہ سے ہ لاکھ ایکر زمین سیراب ہوسکتی ہے ۔ گلبرگہ ضلع کے تین چار تعلقات میں جو قحط کے حالات نمودار ہوتے ہیں انکا انسداد کیا جاسکتا ہے ۔ لیکن اسکو نظر انداز کرتے ہوئے فائیو ایکر پلان میں شامل نہیں کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ شائید ۱۰ ایکر پلان میں بھی شامل نہیں کیا جائیگا ۔ نندی کنڈہ پراجکٹ میں ۱۰ کروڑ روپیہ خرچ کرنے کے باوجود بھی ۸ لاکھ ایکر سے زیادہ زمین سیراب ہونے والی نہیں ہے لیکن یہاں اگر ۵ لاکھ روپیہ ہاری گورنمنٹ کی جانب سے اور ۵ لاکھ روپیہ بھی گورنمنٹ کی جانب سے خرچ کئے جائیں تو ہمارے قحط زدہ علاقوں کیلئے سہولت کا باعث ہو گا ۔ اور فوڈ سچویشن بھی ہتر ہو گا ۔

چوتھی چیز میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کمیونٹی پراجکٹس کے بلاکس گلبرگہ ضلع میں اب تک نہیں بنائے گئے ہیں ۔ انکا کام بھی اچھی طرح سے نہیں ہو رہا ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ ہمارے ضلع میں بھی اس اسکیم کو روپیہ عمل لایا جائے ۔

شی گوپنی گانگارے ڈی : میں سیرک دو مینٹ بولنا چاہتا ہوں ।

Mr. Deputy Speaker : This is not the occasion for all the members to speak.

شی گی کو کارٹکر : چوپانیکش مہنگائی، دو چار بڑاں جو پہلے کہیں بھی ہیں وہی فیر سے رہا اور دوہراؤ بھی رہی ہے । ریشنٹ کے بارے میں بہتر کوچھ کہا گیا ہے । میں گیس کے بارے میں بیکار نہیں کہنا ۔ چاہتا ہوں کہ گاہمنی میٹ بھی چاہتی ہے کہ ریشنٹ بند ہو । گیس کے لیے دوسری تر رکھ دل کا سرشار کیا جانا چاہیے ۔ تماں یہ بند ہو سکتی ہے । میں پہلے بھی کہا थا اور آج

फिर दोहराता हूँ कि भ्रष्टाचार केवल सरकारी नौकरों में ही नहीं अपितु सर्वत्र नजर आता है। हमारे कुछ पुराने और कुछ नये हालत में यह अवगुण हमारे सारे समाज में आज फैला हुवा है। सभी जगह अलग अलग सूरतों में आज हमें रिश्वत और बेर्इमानी नजर आती है। यह हमारे समाज को लगा हुवा एक रोग है।

गौली दूध बेचता है तो असमें पानी मिलाकर बेचता है। यहां तो किसी सरकारी नौकर का सबाल नहीं आता है। फिर भी यहतो भ्रष्टाचार ही है। अेक अध्यापक हैं वह चाहे प्राय-व्हेट स्कूल का हो, या गवर्नर्मेंट स्कूल का हो, वह हाय स्कूल में पढाने का काम करता है, और साथ ही साथ अजिजाजत न होते हुवे भी प्रायव्हेट ट्यूशन्स करता है। जिस लड़के को वह पढाता है अुसका परीक्षा का पेपर यदि अुसके पास आता है तो वह अुसका पेपर जांचता ही नहीं, और अुस लड़के को पास कर देता है। वह भी सरकारी नौकर नहीं है, फिर भी वह भ्रष्टाचार ही है। अेक व्यापारी सेल्स टैक्स की रकम चुकाने के लिये हिसाबात तीन चार जगह अलग अलग रखता है, यह भी अेक भ्रष्टाचार ही है। यह भी कोओ सरकारी नौकर नहीं है। अेक आदमी अेक दुकानदार से कुछ खीज खरीदता है और अुस दुकानदार से बिना रसीद मांगे माल लेता है, और र दुकानदार भी बिना रसीद दिये माल बेचता है। खरीदने वाला सोचता है कि मैं रसीद न लूँगा तो मुझे टैक्स न देना पड़ेगा और दुकानदार सोचता है कि मैं यदि रसीद न दूँ तो टैक्स बचा सकता हूँ। अिनमें से अेक भी सरकारी नौकर नहीं है। जो रसीद देता नहीं वह व्यापारी, और जो रसीद मांगता नहीं वह खरीददार दोनों भी खराब हैं।

यह जो बुराई है वह आज हमारे समाज के सभी स्तरों में आयी है। अुसकी भी अेक अंतिहासिक पार्श्वभूमि है। आज यदि हम सरकारी नौकरी म कुछ भ्रष्टाचार देखते हैं तो वह समाज में आज जो बुराई आयी है अुसका ही प्रतीबिन्द्व है। जिसी लिये तो हमारे समाज का आज जो नैतिक स्तर है अुसे अूचा करने की खास जरूरत है।

कहा जाता है कि आर.टी.डी. डिपार्टमेंट में काफी रिश्वतसितानी चलती है। कंडक्टर को दो रुपये दिये तो जगह मिलती है। मैं कहना चाहता हूँ कि अेक व्यक्ति बस मैं बैठता है और कंडक्टर सामने आते ही मूँह धूमा लेता है, क्योंकि वह बिना टिकट खरीदें वहां बैठता है। कंडक्टर समझता है कि अिसने टिकट खरीदा है, और आगे चला जाता है। अिस तरह वह आदमी कंडक्टर को धोके में रखकर सरकारी पेसे छुबाता है। मेरे ख्याल में २ रुपये कंडक्टर को देकर जो जगह हासिल करता है, और जो आदमी कंडक्टर को धोका देकर मुफ्त सफर करता है, यह दोनों भी समान तरह से भ्रष्ट हैं।

मैंने जितनी जिदी जिस दुनिया में आज तक काटी है अुससे भेरा अनुभव है कि सरकारी नौकरों के बारे में जितना हम करप्तन बाहर बोलते हैं जुतना करप्तन मुझको चहीं दौखता है। मैं और अेक मिसाल आपके सामने रखता चाहता हूँ। अेक आदमी मेरे पास आया और कहने लगा कि आपके अफसर भ्रष्ट हैं, रिश्वत लेते हैं, और मैं शहादत से आपको बता सकता हूँ, अुसने कहाँकि मैं अपनी लक्ष्य चेतावनी बताता हूँ जो रिश्वत में दिया गया था केकिन वह आकस्मी अव्यापक-

नंबर लेकर नहीं आया। अेक आदमी ने आकर मुझ से कहा कि फलां फलां अफसर ने फलां काम के लिये मुझ से दो हजार रुपये मांगे हैं। वह अक बहुत बड़े और जिसमेदार आदमी थे। मैंने अस अफसर को बुलाकर पूछा कि वह क्या मामला है तो असने कहा कि वह तो गवर्नर्मेंट के पास रखेजाने वाली धडौत है जो मैंने अनुसे मांगी थी। मैंने अस आदमी से बुलाकर पूछा तो असने कहा कि मुझसे २ हजार रुपये मांगे थे, लेकिन मैंने अनुसे कहा कि दो हजार रुपये धडौत क्यों ली जाती हैं वह आपको मालूम हैं तो अनुहृते कहा कि यह तो बहुत ज्यादा है। दो हजार रुपये बहुत ज्यादा है। अब देखिये सब मामला ही बिलकुल अलग हो गया। मैं आपको जिस तरह की कभी मिसालें दे सकता हूँ। यह चीजें असी होती हैं जो बात की बात में बढ़ती जाती हैं। अेक से दूसरे के पास दूसरे से तीसरे के पास जिस तरह से यह बातें बढ़ती जाती हैं और आखिर में तहकिकात करने पर मामला कुछ ही निकलता है।

अेक बार हैदराबाद के अेक सिनेमामें आग लगी। और वहां अेक बूढ़ी औरत जलकर मर गयी। जिसके बारे में सब तरफ अेक ही तहलका मचा और कहा गया कि १०-२० आदमी जलकर मर गये। जब पुलिस अफसर को पूछा गया कि जितना बड़ा वाकिया हुवा और तुम वहां क्यों नहीं गये, और असे तुरंत तहकिकात के लिये भेजा गया, तो मालूम हुवा कि अेक ही औरत मरी थी। जो लोग रिपोर्ट देने आये थे अनुमें से वह किसी की बीबी थी, किसी की बहन किसी की बेटी और किसी की सांस, लेकिन भरीथी अेक ही औरत।

जिस लिये मैं कहना चाहता हूँ कि करप्शन के जो मामले हैं, जो शिकायतें आती हैं, अनुमें काफी मनघडत चीजें होती हैं। अनुहृते पहले निकाल देना चाहिये। करप्शन के मामलों को कुछ डिसकार्बन्ट देकर ही देखा जाय तो अच्छा होगा। फिर भी मैं कहूँगा कि आज समाज में जो रिश्वतखोरी है वह ज़रूर कम होना चाहिये, और जिसके लिये सब लोगों को सरकार के साथ सहयोग करना चाहिये।

टॉप हेवी अँडमिनिस्ट्रेशन (Top heavy Administration) के बारे में कहा गया कि यहां का अँडमिनिस्ट्रेशन बहुत टॉप हेवी है। मैं कहना चाहता हूँ कि दूसरे स्टेटों से मुकाबला करके देखें तो पता चलेगा कि वहां जितना टॉप हेवी अँडमिनिस्ट्रेशन है अससे ज्यादा टॉप हेवी अँडमिनिस्ट्रेशन हमारे पास नहीं है। गौरवाला कमिटी ने तनखावाह कम करने की जो सिफारिशात की है अनुके बारे में गवर्नर्मेंट काफी गौर से सोचरही है। लेकिन यह बात अेकदम से नहीं हो सकती। जिन लोगों की पहले से तनखावाह मुकर्रर हैं अनुसे गवर्नर्मेंट के कुछ काट्कट्स रहते हैं। अनुको अेकदम कैसे कहा जा सकता है कि हमनेआपकी तनखावाह कम करवी अंसा अेकदम से नहीं किया जा सकता।

गौरवाला कमिटी के जो सिफारिशात जिस बारे में हैं अनुको भी अमल में लाया जा रहा है और जल्द अनुके तहत आये स्कॉल काइम किये जाये हैं। जिसके तहत अब २२५० रुपये तनखावाह किसी जी भी वही रखी गयी है। गौरवाला कमिटी के जो सिफारिशात ह वह हर वक्त नजर के नजर के रखते जाएंगे।

डिसअंट्रिग्रेशन (Disintegration) के बारे में पहले ही कहा था। फिर भी अिसको दोहराया गया है जिस लिये मैं बिलकुल साफ तौर पर कहना चाहता हूँ कि गवर्नरमेट की तरफ से या कंप्रेस के किसी जिम्मेदार व्यक्ति की ओर से अिस असेंबली के सामने अिसके बारे में कोअी रेजोल्यूशन नहीं लाया जायेगा, जब तक कि हाथ पॉवर कमिशन (अुच्चाधिकार मंडल) की रिपोर्ट हमारे सामने नहीं आती। मैंने यह तो कभी नहीं कहा था कि आप अिसके बारे में न बोलें। मेरे कहने का आपके अूपर असर ही क्या होनेवाला है? हमारी तरफ से रेजोल्यूशन नहीं आया अिस लिये आपने अपने स्थालात का अिजहार नहीं किया, औसी तो बात नहीं है। किसी भी रेजोल्यूशन पर आप कुछ भी बोल सकते हैं। करोडगिरी की मांग आपके सामने आती है तो आप पुलिस की ज्यादती पर-बोलते हैं। आप अपने स्थालात तो रख ही सकते हैं। मैं सिर्फ अितना ही कहना चाहताहूँकि हमारी पॉलिसी यही है कि जबतक हाथ पॉवर कमिशन की रिपोर्ट नहीं आयेगी तबतक अिस पार्टी की तरफ से अिस तरहका कोअी प्रस्ताव औंवान के सामने नहीं आयेगा, और अिस के बारे में कोअी प्रोपगांडा या प्रचार भी नहीं किया जायेगा।

रिप्रेशन (Repression) के बारे में बहुत कुछ कहा गया कि हम जुलूस लेकर आरहे थे और हमें रोक लिया गया। मैं कहना चाहता हूँ कि यदि कोअी आदमी कानून तोड़ता है तो अुसे रोकना कोअी जुलूम नहीं कहा जा सकता। बड़ी बड़ी तकरीरें कर के कहा गया कि अेक बेचारी में बड़ी शांतता से अपनी दरखास्त औंवान के सामने रखने के लिये आ रही थी। बड़ी गरीब थी बेचारी। मुझे अफसोस के साथ कहना पड़ता है कि कोअी शान्तीभय तरीके पर नहीं आरहा था। मैंने भी जुलूस निकाले हैं और आपने भी जुलूस निकाले हैं। जुलूस जो निकाले जाते हैं, या लाये जाते हैं, वह कोअी सिर्फ दरखास्त करने के लिये नहीं लाये जाते। अनुका मकसद सिर्फ अितना ही नहीं होता कि सिर्फ दरखास्त सामने रख दें। आप यदि चीफ मिनिस्टरसाहब को दरखास्त देना चाहते थे तो चीफ मिनिस्टर साहब तो अुस दिन यहां थे ही नहीं, और आप चीफ मिनिस्टरसाहब के मकान में जाकर अच्छी तरह से दरखास्त दे सकते थे। अिस तरह से दरखास्त असेंबली में आकर देने कां कोअी तरीका नहीं है। आप यदि स्पीकर के सामने दरखास्त देना चाहते तो अेक रिप्रेजेंटेशन लाकर स्पीकर को अनुके चेंबर में जाकर दरखास्त दे सकते थे। यहां जो जुलूस लाने की कोशिश की गयी अुसका मकसद सिर्फ यहां आकर दरखास्त देना अितनाही नहीं था। प्रोसेशन का कोअी दूसरा असर हुवा करता है, और अुसी लिये प्रोसेशन निकाला जाता है। यदि दरखास्त ही देना थी तो चीफ मिनिस्टर के घर जाकर, और यदि स्पी-करसाहब को ही देनी थी तो अनुके चेंबर में जाकर दी जा सकती थी। यहां असेंबली के सामने प्रोसेशन लाने की कोअी जरूरत नहीं थी।

شروعی - ڈیمکت - ان درخواستوں پر غور نہیں ہوتا اسلئے اسپلی میں آپٹھتا ہے۔

श्री. वि. के. कोरटकर : मैं आप को साफ तौर पर बताना चाहता हूँ कि प्रोसेशन लाकर दर-खास्त देने पर अुसपर जितना गौर होगा अुतना ही गौर आप यदि शांतता से कोअी दरखास्त देते हैं तो अुसपर भी होगा। अितनाही नहीं बल्कि शांतता से कोअी रिप्रेजेंटेशन लाकर दरखास्त

दी जाती है तो अंसपर ज्यादा गौर किया जायेगा। अंस तरह जुलूस आदि नकर गवर्नरमेंट से यदि आप कोओ चीज करवाना चाहते हैं, तो वह नहीं होनेवाली है।

आप प्रोसेशन लाकर अक तरह का तहलका मचाना चाहते थे। मैं कहना चाहता हूँ कि जहां-पर डेमॉक्रेसी कायम है, औसे लोक शाही देश में अब अंस तरह के जुलूस आदि लाने की कोओ जरूरत नहीं है। जहां डिक्टटरशिप चलती है, या मायनारिटी का राज मेजारिटी पर चलता है वहां पर अंस तरह के प्रोसेशन की जरूरत हो सकती है। लेकिन यहां पर यह तरीका टीक नहीं है। जहां पर आम जनता के विरोध में हृकूमत होती है, अस समय जनता अंस रास्ते को अपनाती है, लेकिन आज के डेमॉक्रेटिक (Democratic) राज में यदि यह सोचा जाता है कि अंस तरह जुलूस आदि निकालकर हम गवर्नरमेंट को मनवालेंगे तो यह गलत है। औसा नहीं होगा।

अमेरिकन्स के बारे में कहा गया कि हमारे यहां अमेरिकन भूत आगया है। मैं बताना चाहता हूँ कि मुझे अमेरिकन्स से कोओ डर नहीं लगता है। अलटे आज तो अमेरिकन्स ही हम से डर रहे हैं।

شروع - ڈی - دیشکہ - یہ محبت کیوں ہو رہی ہے ہم یہ بوجھتے ہیں

श्री. वि. के. कोरटकर : जिस से मोहब्बत होती है अुससे होती है, यह क्यों होता है, यह तो नहीं बताया जा सकता। खैर, आपका मोहब्बत का जो स्थाल है वह आप का नहीं है। खैर, मने तो यह मजाक में कहा। अुनसे हमारी कोओ सास मोहब्बत बगैरा नहीं है, अंसका आप-यकीन रखिये।

अमेरिकन जासूसों का हमें बिल्कुल डर नहीं है। वह तो हमारे यहां आकर क्या जासूसीकर सकते हैं? हमारी गवर्नरमेंट को अिन से जरा भी डर नहीं है। डर तो अन्हें लग रहा है। अगर हमारी गवर्नरमेंट कोओ लडाकी की तैयारी करती है तो शायद कुछ डर होता। वह यही देखते होंगे न कि हमारी गवर्नरमेंट लडाकी की तैयारी कर रही है क्या? या हिंदुस्तान में रशियाकी तरफदारी तो नहीं हो रही है। और युद्ध की भी कोओ तैयारी नहीं कर रहे हैं। तो हमें अुनसे डर किस बात का हो सकता है? जो लोग यहां पर रशिया की तरफदारी कर रहे हैं वे अुनहीं को अुनसे डर लगता होगा कि अमेरिकन्स देखेंगे कि हम यहां क्या कर रहे हैं।

شروع - اب نوسمہ راؤ - وہ لوگ صرف روپीया कی طرفداری नहीं دیकھ رहे ہیں - جندهوستان کی کمزوریاں کہاں हैं और انकو कہاں مار कर गلام بنا या جاسकتا ہے یہ دیکھتے ہیں -

श्री. वि. के. कोरटकर : बहर्हाल हिंदुस्तान के कमजोरी की तो कोओ बजह नहीं है। अब हिंदुस्तान को कोओ भी मुल्क गुलाम नहीं बना सकता। अब यह देश गुलाम बननेवाला देश नहीं रहा है। अमेरिकन्स भी यहां आकर के क्या देखेंगे? हम कोओ लडाकी की तैयारी तो यहीं कर रहे हैं जो गोली बारूद के कारखाने आदि भी चला रहे हैं, और न किसी किसम की तैयारी ही की जा रही है। तो वह देखें गे ही क्या? हमें अुनसे जरा भी डर नहीं है। अलटे हम

अनुके पैसे लेकर प्लॉन्स बनालेंगे। आज हमारी जों पॉलिसी है वह अैसी कुछ अजीबगरीब है कि युरोप के सारे देश परेशान हैं। अमेरिका भी परेशान है, और रशिया भी परेशान है। हम किधर फिसलते हैं यह कोओ नहीं बता सकता है। अमेरिका और रशिया दोनों भी हमारी पॉलिसी देखकर परेशान हैं।

شري پنڈم واسديو (گجوبل) - پھسلتے پھسلتے کہاں تک جائینے گے؟

„شri. V. K. Koratkar : वह जिस तरह फिसल जायगा कि आपके भी काबू में नहीं आयेगा। जिन चंद अलफाज के साथ मैं सब सदस्य से प्रार्थना करता हूँ कि वह यह अप्राप्रियेशन बिल मंजूर कर लें।“

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That L.A. Bill XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a first time”.

The motion was adopted.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

“That L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a second time”.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a second time.”

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That clauses 2 and 3 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clauses 2 & 3 were added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That the short title, commencement preamble, and schedule stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

The Short title, commencement preamble, and schedule were added to the Bill.

Shri L.K. Shroff : It is mentioned that the appropriation is for the services and other purposes upto the end of 31st day of March, 1955. Is it correct ? I think it should be 1954.

Mr. Deputy Speaker : It is correct. The money is required for services and purposes upto the end of March, 1955.

Shri V.K. Koratkar : I beg to move :

“That L. A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954 be read a third time and passed”.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That L. A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a third time and passed”.

The motion was adopted.

L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954.

Shri V.K. Koratkar : I beg to introduce L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954.

Mr. Deputy Speaker : The Bill is introduced.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

“That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a first time.”

Mr. Deputy Speaker : Motion moved :

(Pause)

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a first time.”

The motion was adopted.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

“That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a second time”.

1720 *31st March, 1954* *L.A. Bill No. XVI of 1954.*
the Hyderabad State
Appropriation (No. 2) Bill, 1954.

Mr Deputy Speaker : The Question is :

"That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a second time.

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That clauses 2 and 3 stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3 were added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That the short title, commencement preamble, and Schedule stand part of the Bill."

The motion was adopted.

Short title, commencement preamble, and schedule were added to the Bill."

Shri V. K. Koratkar : The year has to be changed to 1954 It is printed as 1955 wrongly.

Mr. Deputy Speaker : That has already been done.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

"That L.A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954 be read a third time and passed."

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

"That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954 be read a third time and passed."

The motion was adopted.

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Thursday, the 1st April 1954.
